چودہ معجزے

ناشر

جعفریہ کتب خانہ
امام بارگاہ گامے شاہ لاہور
بیرون بھاٹی گیٹ

MASOOD FAISAL JHANDIR LIBRARY
Acc No: 082890
★ MAILSI ★

TECHNICAL SUPPORT BY
CHUGHTAI
PUBLIC LIBRARY

چودہ معجزے

ناشر

جعفریہ کتب خانہ امام بارگاہ گامے شاہ

بیرون بھاٹی دروازہ

لاہور

فہرست ۱۴ معجزے

صفحہ

پہلا معجزہ :- رسول مقبول سیدنا حضرت محمد مصطفیٰ صلے اللہ علیہ وسلم ۳

دوسرا معجزہ :- سیدنا امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام ۸

تیسرا معجزہ :- ۱۸

چوتھا معجزہ :- جناب صدیقہ طاہرہ سیدۃ النساء العالمین حضرت فاطمۃ الزہرا علیہا السلام ۲۵

پانچواں معجزہ :- شہزادہ امن حضرت امام حسن علیہ السلام ۳۷

چھٹا معجزہ :- سیدالشہدا حضرت امام حسین علیہ السلام ۳۹

ساتواں معجزہ :- سیدالساجدین حضرت امام زین العابدین علیہ السلام ۴۹

آٹھواں معجزہ :- جناب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام ۵۷

نواں معجزہ :- جناب حضرت عباس علیہ السلام معہ مقبول مناجات ۸۳

دسواں معجزہ :- دس بی بیوں کی کہانی۔ ۸۹

گیارہواں معجزہ :- جناب حضرت امام موسےٰ کاظم علیہ السلام ۹۹

بارہواں معجزہ :- جناب حضرت امام رضا علیہ السلام ۱۰۹

تیرہواں معجزہ :- جناب امام زمانہ حضرت امام مہدی علیہ السلام ۱۱۳

چودہواں معجزہ :- ثانی زہرا جناب زینب علیہا السلام ۱۲۱

معہ زیارت

پندرہواں معجزہ :- جناب امام حسن عسکری علیہ السلام ۱۲۵

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

معجزہ ۱

خاتم النبیین حضرت محمدِ مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

رسول مقبول حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ والہ وسلم مکّہ معظمہ سے ہجرت کرکے جب مدینہ منورہ تشریف لائے تو مقامِ قبا میں نزولِ اجلال فرمایا اور ارشاد کیا کہ میں اُس وقت تک مدینہ میں داخل نہیں ہوں گا جب تک میرے بھائی علی علیہ السلام نہ آ جائیں۔ سلمانِ فارسی اُس وقت تک مدینہ میں ایک یہودی کے غلام تھے۔ اور اپنے مالک کے کھجوروں کے باغ میں پانی دیتے اور ان کی حفاظت کیا کرتے تھے۔

حضرتِ سلمانِ رضی اللہ تعالیٰ عنہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ماننے والوں سے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے حالات معلوم کرتے رہتے تھے۔ لہٰذا جب آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مدینہ پہنچنے کی خبر سُنی تو کھجوروں کا ایک طبق اُٹھا کر آنحضرتِ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت بابرکت میں حاضر

ہوئے اور عرض کی کہ میں نے سُنا ہے کہ آپ مسافر ہوکر یہاں تشریف لائے ہیں۔ لہٰذا میں اپنے صدقات آپ کی خدمت میں لایا ہوں۔ آپ ان کو تناول فرمایئے۔ حضرت رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ بسم اللہ پڑھ کر ان کو تناول کرو۔ مگر آپؐ نے خود کچھ تناول نہ فرمایا جناب سلمان کھڑے یہ منظر دیکھتے رہے۔ خالی تھال لے جاتے ہوئے فارسی زبان میں کہنے لگے کہ ایک علامت تو معلوم ہوگئی۔ پھر دوسرا تھال کھجوروں کا لا کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمتِ بابرکت میں پیش کرتے ہوئے عرض کیا کہ یہ کھجوریں بطور ہدیہ ہیں قبول فرمایئے۔ حضور ختمی مرتبت صلی اللہ علیہ والہٖ وسلم نے یہ ہدیہ قبول فرماتے ہوئے خود بھی یہ خرمے تناول فرمائے اور دیگر اصحاب کو بھی دیئے کہ وہ بھی کھائیں۔ جب وہ کھا چکے تو سلمان نے تھال لے لیا اور کہا کہ دو علامتیں تو پوری ہوگئیں۔ پھر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے گرد طواف کرنا شروع کر دیا۔ حضور صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے دریافتِ حال فرمایا تو سلمانؓ نے عرض کی کہ وہ ایک یہودی

کا غلام ہے۔ لہٰذا آپ اس بارے میں کیا حکم دیتے ہیں ؟
حضورؐ نے فرمایا جاؤ کچھ رقم دے کر چھٹکارا حاصل کر لو۔ سلمانؓ نے یہودی کے پاس جا کر کہا کہ میں چونکہ مسلمان ہو چکا ہوں اور نبی اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیروی شروع کر دی ہے اس لئے مجھ سے کچھ لے کر مجھے آزاد کر دیا جائے یہودی نے کہا اس شرط پر تمہیں آزاد کر دوں گا۔ کہ تم پانچ صد کھجوروں کی گٹھلیوں کو لگاؤ۔ جب وہ بڑھ کر پھل دینے لگیں، تو ان کو میرے حوالے کر دو۔ اس کے علاوہ چالیس اوقیہ سونا بھی دو، تب میں آزاد کر دوں گا۔

جناب سلمانؓ نے خدمتِ رسول مقبول صلعم میں پیش ہو کر تمام واقعات سے آپ کو آگاہ کیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا واپس جا کر اُس سے یہ شرائط لکھوا لاؤ تاکہ بعد میں وہ اس سے انکار نہ کر سکے۔

جناب سلمانؓ گئے اور وہ شرائط نامہ لکھوا کر لے آئے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے سلمانؓ کو پانچ صد کھجور کی گٹھلیاں لانے کو کہا جو سلمانؓ نے لا کر پیش خدمت کر دیں۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے وہ گٹھلیاں جناب مولائے

کائنات حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے حوالے کر دیں اور سلمان کو لے کر اس جگہ تشریف لے آئے جہاں اس یہودی نے درخت لگانے کو کہا تھا۔

سردار دوجہاں صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اُس جگہ اپنی انگشتِ مبارک سے زمین میں شگاف کرتے جاتے اور کہتے جاتے کہ اس میں گٹھلی ڈالتے جاؤ۔ اور ساتھ ہی آپ اُس پر مٹی ڈال کر دو انگلیوں کو کھولتے تو وہاں پانی کا ایک چشمہ جاری ہو جاتا۔ جس سے وہ جگہ سیراب ہو جاتی پھر آپ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم دوسری جگہ چلے جاتے اور یہی عمل کرتے۔ جب دوسری جگہ گٹھلی بو چکتے تو پہلی جگہ پر ایک درخت اُگ آتا (جس میں خرمے لگے ہوتے) (صلوٰت)

اسی طرح رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے پانچ صد گٹھلیاں بوئیں اور وہ تمام پھل دار کھجوروں کے درخت بن گئے۔ (صلوٰت)

یہودی جو ساتھ ساتھ چل رہا تھا۔ یہ نظارہ دیکھ کر کہنے لگا کہ واقعی قریش سچ کہتے تھے۔ کہ محمد صلی اللہ علیہ وآلہ و

سلم جادوگر ہیں۔ پھر بولا کہ اے سلمان! میں نے کھجوروں کا باغ تو دے لیا لیکن وہ چالیس اوقیہ سونا کہاں ہے؟

یہ سنتے ہی رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم نے اپنے سامنے سے ایک پتھر اُٹھایا تو وہ متوقع سونے سے کہیں بہتر سونا بن گیا۔ جو یہودی کو دے دیا گیا اور یہودی نے جب اُس سونے کا وزن کیا تو وہ نہ کم اور نہ زیادہ بلکہ ٹھیک چالیس اوقیہ سونا تھا۔ (صلوٰۃ)

لہٰذا جناب سلمان فارسیؓ اب آزاد ہو کر خدمت رسولِ مقبول صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم میں حاضر ہو گئے، اور عمر بھر سچے دل سے آپ کی خدمت کرتے رہے۔

اللھم صل علیٰ محمدؐ وآل محمدؐ

اے اللہ بطفیل حبیب مکرّم حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہٖ وسلم اور ان کی پاک وطاہر آل علیہم السلام جس طرح تُو نے جناب سلمان فارسی رضی اللہ تعالیٰ عنہ کی مشکل آسان فرمائی بالکل اسی طرح ہر مومن اور ہر مومنہ کی بھی ہر مشکل آسان فرما اور ہر مراد بھی انہی پاک ہستیوں کی طفیل پوری فرما۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

اللھم صل علیٰ محمدؐ وآل محمدؐ

معجزہ ۲

مولائے مشکل کشا حضرت علی علیہ السلام

شہر ایران میں ایک لکڑہارا رہتا تھا جو بہت ہی غریب تھا۔ وہ لکڑیاں بیچ کر اپنا اور اپنے بال بچوں کا گزارہ کیا کرتا تھا۔ ایک دن اپنی لڑکی سے کہنے لگا کہ بیٹی! ہمسایہ کے گھر سے سگریٹ سلگا لا۔ جب لڑکی سگریٹ سلگانے کے لئے گئی تو اس نے دیکھا کہ ہمسائی عورت کلیجی بھون رہی ہے۔ اس لڑکی کا دل کلیجی کھانے کو چاہا لیکن اس عورت نے توجہ نہ کی۔ لڑکی نے دروازے سے باہر آکر سگریٹ بجھا دیا اور پھر سگریٹ سلگانے کے لئے اندر چلی گئی۔ یہ اس لئے کہ شاید اب کی دفعہ ہمسائی عورت مجھے کلیجی کھانے کے لئے دے دے۔ مگر اب بھی اس نے کلیجی کھانے کو نہ دی۔ لڑکی مایوس ہو کر چلی آئی۔ اتنی دیر میں سگریٹ سلگ کر آدھا

رہ گیا ہے۔ جب باپ کو سگریٹ دیا تو اس نے کہا بیٹی! آدھا سگریٹ خود پی آئی ہو؟ کہا نہیں بابا جان! ہمسائی کلیجی بھون رہی تھی اور میرا دل کھانے کو چاہتا تھا۔ اس لئے میں بار بار سگریٹ کو بجھا کر جلاتے کے لئے جاتی تھی کہ شاید مجھے وہ عورت کلیجی کھانے کے لئے دے مگر اس نے مجھے نہیں دی۔ بابا جان! آپ میرے لئے کل ضرور کلیجی لائیں۔ لکڑ ہارے نے کہا، بیٹی ہمارے گھر میں تو اتنے پیسے نہیں کہ ایک ماچس ہی خرید لائیں۔ میں کلیجی کہاں سے لاؤں۔ لڑکی نے کہا نہیں بابا جان آپ کل ضرور کلیجی لائیں۔ لکڑ ہارے نے کہا اچھا بیٹی دو دن کچھ نہ کھاؤ۔ میں دو دن کی لکڑیاں جمع کر کے بیچوں گا اور تم کو کلیجی لا دوں گا۔ لڑکی نے منظور کر لیا۔ لکڑ ہارا جنگل میں جاکر لکڑیاں جمع کر کے رکھ آیا۔ دوسرے دن جب جنگل میں گیا تو دیکھا کہ لکڑیاں جو اس نے جمع کی تھیں وہ جل کر راکھ ہو چکی ہیں۔ وہ رونے لگا۔ روتے روتے غش کھا گیا۔ عالم غش میں دیکھا کہ ایک نقاب پوش

کھڑے ہیں (صلوٰۃ) اور زمین سے چند سنگریزے اٹھا کر کہتے ہیں کہ یہ لے لو۔ جب ان کو بھناؤ تو مشکل کشائی کا ختم ضرور دلانا (صلوٰۃ) جب لکڑہارا ہوش میں آیا تو دیکھا کہ وہ سنگریزے اس کے ہاتھ میں تھے اس نے وہ جیب میں ڈال لئے اور گھر چلا آیا۔ گھر آکر دروازے کے پیچھے چھپ رہا۔ جب بیٹی نے دیکھا کہ باپ کو گئے ہوئے دیر ہو گئی ہے۔ وہ باہر آئی اور دیکھا کہ باپ دروازے کے پیچھے چھپا ہوا ہے۔ کہا بابا جان اندر آجائیے۔ باپ نے کہا بیٹی مجھے تم سے شرم آتی ہے۔ وعدہ کر کے گیا تھا کہ تمہارے لئے ضرور کلیچی لاؤں گا لیکن تمام لکڑیاں جل کر راکھ ہو گئی ہیں۔ بیٹی نے کہا بابا جان آپ آجائیں۔ خداوند کریم ہمیں بہت کچھ دے گا۔

جب شام ہوئی لکڑہارے نے جیب میں ہاتھ ڈالا۔ وہی سنگریزے نکال کر بیٹی کو دیئے کہ لو بیٹیا! ان سے کھیلو۔ لڑکی نے لے کر ایک کمرے میں پھینک دیئے۔ علی الصبح جب لکڑہارے کی بیوی نماز پڑھنے

کے لئے اٹھی تو دیکھا کہ کمرے میں ہر طرف روشنی ہی روشنی دکھائی دیتی ہے۔ ڈر کر باہر آئی۔ لکڑہارے سے کہا۔ ہمارے کمرے میں ہر طرف آگ لگی ہوئی ہے۔ لکڑہارے نے اُٹھ کر دیکھا کمرے میں جواہرات چمک رہے ہیں (صلوٰۃ) اُس نے ان پر چادر ڈال دی۔ صبح ایک ہیرا لے کر جوہری کے پاس گیا۔ کہا یہ ہیرا تم خرید لو اور اس کی قیمت مجھے دے دو جوہری بیش قیمت ہیرا دیکھ کر حیران رہ گیا۔ لکڑہارے سے کہا گھر سے بوریاں لے آؤ۔ جسقدر بوریاں اُٹھائی جائیں بھر کر لے جاؤ۔ یہ اس ہیرے کی قیمت ہے۔ لکڑہارے سے جسقدر بوریاں اٹھائی گئیں وہ لے گیا اور وہ زمین خریدی جہاں مولا مشکلکشا شیرِ خدا نے اُسے سنگریزے دیئے تھے (صلوٰۃ) اُس نے وہاں ایک نہایت ہی شاندار محل بنوایا۔ جس میں نہایت آرام و آسائش کی زندگی بسر کرنے لگا۔ ایک دن لکڑہارا اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ مجھ پر حج واجب ہوگیا ہے۔ میں حج کرنے جا رہا ہوں۔

میرے بعد ہر مہینے مولا مشکلکشاؑ کا ختم ضرور دلانا۔ چند دنوں کے بعد لکڑہارے کی بیوی نے اپنی بیٹی سے کہا۔ جاؤ! سات قسم کی مٹھائی لاؤ۔ اس پر مولائے مشکل کشاؑ کا ختم دلائیں۔ بیٹی نے کہا اماں! اب تو ہم بہت ہی امیر ہو گئے ہیں۔ ہم نہیں رنگ رنگ کی مٹھائی پر ختم دلاتے۔ والدہ خاموش ہو رہی۔ کچھ دنوں کے بعد دونوں ماں بیٹی حمام میں غسل کرنے کیلئے گئیں کہ یکایک غل ہوا کہ حمام کو خالی کیا جائے کیونکہ بادشاہ کی ملکہ اور بیٹی حمام میں غسل کرنے کے لئے تشریف لا رہی ہیں۔ چنانچہ سب لوگ چلے گئے لیکن لکڑہارے کی بیوی اور لڑکی نہ گئیں۔ انہوں نے کہا کہ ہم تو ملکہ سے بھی زیادہ امیر ہیں۔ ہم نہیں جائیں گے۔ اسی اثنا میں ملکہ اور شہزادی حمام میں تشریف لائیں۔ انہوں نے سُنا ہوا تھا کہ ایک لکڑہارا بہت امیر ہوا ہے۔ جب لکڑہارے کی لڑکی حمام سے باہر نکلی تو شہزادی نے دیکھا۔ اس کے گلے میں بہت ہی قیمتی موتیوں کا ہار ہے۔ شہزادی

نے کہا یہ ہار تم نے کہاں سے لیا ہے۔ لکڑہارے کی لڑکی نے کہا کہ آؤ ہم تم سہیلیاں بن جائیں۔ یہ ہار تم لے لو میں گھر جاکر اور پہن لوں گی۔ شہزادی نے کہا ہم تم سہیلیاں بن گئی ہیں۔ اس لئے تم ہمارے گھر ضرور آیا کرنا۔

ایک دن لکڑہارے کی لڑکی شہزادی سے ملنے کے لئے گئی۔ شہزادی غسل کر رہی تھی۔ جب غسل کر کے باہر آئی تو نوکرانی سے کہا کہ کھونٹی سے میرا ہار لاؤ۔ نوکرانی نے کھونٹی پر ہار دیکھا تو غائب تھا۔ شہزادی نے کہا کہ ہار تم نے چرا لیا ہے۔ نوکرانی نے کہا کہ آج تک میں نے آپ کی کبھی چوری نہیں کی۔ یہ آپ کی سہیلی کا کام ہے۔ چنانچہ بادشاہ کو بلایا گیا۔ لکڑہارے کی بیٹی اور بیوی سے پوچھ گچھ کی تو انہوں نے کہا کہ جب ہم غریب تھے۔ ہم نے اس وقت بھی چوری نہیں کی تھی، اب ہم نے کیوں چوری کرنی تھی۔ لیکن بادشاہ کو یقین نہ آیا۔ اسی وقت حکم دیا کہ دونوں ماں بیٹی کو قید خانہ میں ڈال دیا جائے

اور ان کے گھر کے آگے ایک دیوار کھڑی کر دی جائے۔
اُدھر جب لکڑ ہارا حج کرنے کے لئے گیا۔ راستہ میں ڈاکوؤں
نے اس سے سب کچھ لوٹ لیا۔ وہ بغیر حج کے ہی لوٹ
آیا۔ آکر دیکھا کہ محل کے آگے ایک دیوار کھڑی ہے۔
لوگوں سے پوچھا کہ میرے اہلِ خانہ کہاں ہیں اور محل
کے آگے دیوار کیوں کھڑی ہے۔ لوگوں نے تمام واقعہ
بیان کیا۔ لکڑہارا بادشاہ کے پاس آیا، تمام ماجرا سُنا
بادشاہ سے کہنے لگا کہ چوری تو انہوں نے تب بھی
نہ کی تھی جب کہ ہم بہت ہی غریب تھے، اب کیوں
کرنی تھی۔ بادشاہ کسی طرح نہ مانا لکڑہارے نے کہا
اگر ان کو قید سے رہا نہیں کریں گے تو مجھے بھی قید
کرلیں کیونکہ میری غیرت یہ گوارا نہیں کرتی کہ میری
بیوی اور لڑکی قید میں رہیں اور میں گھر میں بیٹھوں۔
چنانچہ لکڑہارے کو بھی قید کر لیا گیا۔

جب رات ہوئی لکڑہارے نے اپنی بیوی اور بیٹی کو
بلایا اور پوچھا کہ میرے جانے کے بعد مولا مشکل کشا
شیرِ خدا کا ختم دلاتی رہی ہو؟ انہوں نے کہا نہیں۔

لکڑہارے نے کہا بس یہ اسی کوتاہی کی سزا ہے۔
غرض کہ وہ تمام رات توبہ کرتے رہے اور روتے
رہے۔ جب نیند آگئی، عالم خواب میں دیکھا کہ نقاب
پوش تشریف لائے (صلوٰۃ) اور فرماتے ہیں کہ تم
نذر دینی بھول گئے تھے۔ اسی لئے عتاب الٰہی کا
نزول ہوا ہے۔ لکڑہارے نے کہا میرے پاس نذر
دینے کے لئے پیسے موجود نہیں۔ انہوں نے فرمایا
کہ اپنا بستر اٹھاؤ۔ نیچے سے پانچ پیسے برآمد ہونگے۔
ان کی شیرینی منگوا کر ختم دلانا تمام مصیبت ٹل جائیگی۔
صبح جب لکڑہارا بیدار ہوا۔ اپنا بستر اٹھایا۔ پانچ
پیسے برآمد ہوئے۔ قید خانہ کے دروازے پر جا کر کھڑا
ہو گیا۔ ایک نوجوان لڑکا گھوڑے پر سوار آتا ہوا دیکھا۔
اُس نے کہا اے لڑکے مجھے پانچ پیسے کی شیرینی لادو۔
اُس نے کہا بوڑھا قید بھی ہو گیا ہے۔ اب بھی شیرینی
ہی کھاتا ہے میری تو آج شادی ہے۔ میں بازار
سے مہندی وغیرہ خریدنے جا رہا ہوں۔ اس لئے
میں تمہارا کام نہیں کر سکتا۔ لڑکا یہ کہہ کر ابھی چند

قدم ہی بڑھا تھا کہ گھوڑے سے گرا اور گرتے ہی مر گیا۔
جب لڑکے کے باپ کو معلوم ہوا کہ جوان لڑکا مر گیا ہے، روتا ہوا قید خانے کے دروازے سے گزرا۔ لکڑہارے نے وہی سوال کیا کہ مجھے پانچ پیسے کی شیرینی لادو۔ اس آدمی نے کہا کہ میرے ساتھ تو جو ہونا تھا وہ تو ہو گزرا ہے میں کیوں نہ اس قیدی کا کام کر جاؤں چنانچہ اسے شیرینی لا کر دی۔ اس پر مولا مشکلکشا کا ختم دلایا۔ لکڑہارے نے اس آدمی سے پوچھا کہ تم اتنے آزردہ کیوں ہو۔ اس نے کہا میرا جوان لڑکا مر گیا ہے اور آج اس کی شادی تھی۔ لکڑہارے نے کچھ شیرینی اسے دی اور کہا کہ اس کو پانی میں حل کر کے منہ میں ڈال دینا۔ چنانچہ اس نے ایسا ہی کیا۔ جونہی پانی کا قطرہ لڑکے کے حلق میں اترا، کلمہ پڑھتا ہوا اٹھ بیٹھا۔ (صلوٰۃ)

ادھر دوپہر کے وقت جب بادشاہ کھانا کھانے کے لئے بیٹھا تو دیکھا کہ ایک خوبصورت چڑیا منہ میں ہار لئے آرہی ہے۔ چڑیا نے ہار اسی کھونٹی پر اٹکا دیا۔ بادشاہ

دیکھ کر حیران ہوا۔ کہنے لگا اس میں ضرور کوئی راز پوشیدہ ہے۔ اسی لکڑہارے کو بلایا۔ لکڑہارے نے رات کا تمام واقعہ بادشاہ کے گوش گذار کیا۔

بادشاہ بہت خوش ہوا۔ تاج اتار کر اس لکڑہارے کے قدموں پر رکھ دیا اور کہا کہ آپ میرے باپ اور میں آپ کا بیٹا ہوں۔ جب تک زندہ رہوں گا آپ کی خدمت کروں گا۔ (صلوٰۃ)

اے لنگر سفینۂ اعجاز انبیاءؑ　　اے مظہر العجائب برحق ترے فدا
محروم کوئی آپکے در سے نہیں گیا　　کیجئے درِ مراد عطا ہمکو بھی شہا

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ!

پروردگار عالم! بطفیل اپنے حبیب مکرم محمد رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور ان کی آلِ پاک اور خصوصاً حضرت علی شیر خدا مشکلکشائے دو جہاں جس طرح اس لکڑہارے کی مشکل کو حل فرمایا، اسی طرح تمام مومنین ومومنات کی دینی ودنیاوی جائز حاجات کو برلا اور ہمیں درستی ایمان اور فلاح دارین عطا فرما!

معجزہ ۳

مولائے مشکل کشا حضرت علیؑ علیہ السلام

تیرھویں صدی ہجری کے آخری زمانے کا ذکر ہے، ہندوستان میں ایک ریاست تھی جس کا نام تھا جاورہ وہاں شیعانِ حیدر کرار علیہ السلام کا صرف ایک ہی گھر تھا جس کے سربراہ علی رضا صاحب تھے۔ ریاست میں مسلمانوں کی کافی آبادی تھی۔ لیکن سب کے سب غیر شیعہ تھے۔ البتہ ایک خصوصیت یہ تھی کہ محرم میں ریاست کے نواب صاحب اور تمام مسلمان باشندے تعزیئے بناتے تھے اور نویں محرم کو تعزیہ نکالتے تھے۔ دسویں محرم کی رات کو تعزیئے گشت کرتے تھے اور یوم عاشورہ کو ٹھنڈے کر دیئے جاتے۔ یہ سلسلہ سالہا سال سے جاری تھا۔ ایک مرتبہ ایسا ہوا کہ ہندوؤں کا تہوار رام لیلا اور محرم ایک ہی تاریخوں

میں واقع ہوئے۔ ہندوؤں نے رام لیلا کا جلوس نکالا تھا، مسلمانوں نے تعزیئے بنائے تھے۔ لیکن رام لیلا کے جلوس کا راستہ بھی وہی تھا جہاں تعزیئے باہر نکال کر رکھے جاتے تھے۔ مسلمانوں نے نواب صاحب سے التجا کی کہ رام لیلا کے جلوس کی اجازت نہ دی جائے کیونکہ اس کے گذرنے کی وجہ سے تعزیوں کی بیحرمتی ہوگی۔ لیکن نواب صاحب نے یہ سمجھتے ہوئے کہ میں بھی مسلمان ہوں اور اگر مسلمانوں کی طرفداری کروں گا تو ہندو ناراض ہو جائیں گے اور ریاست میں بدامنی پھیل جائے گی، مسلمانوں کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔

ریاست میں ایک محلّہ چھوٹی باڈلی تھا۔ اس کے باشندے لکڑی کا تعزیہ بناتے تھے جو پچاس فٹ اونچا اور بارہ فٹ چوڑا ہوتا تھا اور اتنا بھاری ہوتا تھا کہ دو سو آدمی اسے اُٹھاتے تھے اور تعزیہ خانہ کے باہر سڑک پر رکھ دیا جاتا تھا۔ چنانچہ یہ تعزیہ باہر رکھا ہوا تھا اور رام لیلا کا جلوس ادھر ہی سے گزرا۔ جیسے ہی

جلوس قریب آیا تعزیہ چونکہ بیچ سڑک پر رکھا ہوا تھا اور ہندؤوں کا اس کے پاس گذرنا اور اس کو نجس کر دینا یقینی تھا چنانچہ لوگ بھاگے ہوئے علی رضا صاحب کے پاس آئے اور کہا کہ آپ سرکار کے اتالیق ہیں، آپ کچھ کیجئے۔ علی رضا صاحب نے کہا کہ یہ تعزیہ مولا مشکلکشا کے سپرد کر دیجئے اور خود الگ ہو جائیے۔ پس اس وقت ایک نہایت عجیب و غریب واقعہ پیش آیا۔ جیسے ہی رام لیلا کا جلوس تعزیہ کے قریب آیا وہ تعزیہ جس کو ہلانے کے لئے دو سو آدمی درکار تھے خود بخود اپنی جگہ سے ہلا اور ہوا میں معلق ہو کر بلند ہونے لگا۔ اور اسقدر اونچا ہوا میں معلق ہو گیا کہ رام لیلا کا پورا جلوس نیچے سے گزر گیا اور اس کے گذر جانیکے کچھ دیر بعد آہستہ آہستہ اپنی جگہ زمین پر آکر ٹھہر گیا۔ (صلوٰۃ)

یہ ایک ایسا معجزہ تھا جس کو ہزاروں آدمیوں نے دیکھا اور حیرت زدہ دیکھتے رہے۔ مسلمانوں

کی اکثریت یہ سمجھی کہ امام حسینؑ ناراض ہو گئے اور اسی وجہ سے تعزیہ ہوا میں بلند ہو گیا۔ وہ بیچارے یہ نہیں جانتے تھے کہ مولائے ہر دوسرا خیبر کشا جن کے سپرد انہوں نے تعزیہ کیا تھا انہوں نے اس کو بے حرمتی سے محفوظ رکھنے کے لئے مسلمانوں کی مشکلکشائی کی تھی اور تعزیہ کو ہوا میں بلند کر دیا تھا۔ (صلوٰۃ)

یہ نکتہ عام مسلمانوں کو اس واحد شیعہ گھرانے نے بتایا جو ریاست میں آباد تھا لیکن لوگوں کی سمجھ میں نہیں آیا۔

اس واقعہ کے بعد کسی مسلمان نے تعزیہ نہیں نکالا اور نواب صاحب سے عام ناراضگی پیدا ہو گئی۔ کسی مسلمان گھرانے میں کھانا نہیں پکایا گیا۔ ایک عالمگیر سوگ منایا گیا جس کی اطلاع نواب صاحب کو برابر پہنچ رہی تھی۔ اسی طرح دن گذر گیا اور رات آگئی۔ رات کو مسلمانوں کے گھروں میں چراغ تک نہیں جلایا گیا۔ ہر طرف تاریکی اور

سناٹا تھا، تعزیہ خانے ویران تھے۔ تمام رات یہی کیفیت رہی اور صبح کو حسبِ معمول تعزیئے ٹھنڈے نہیں کیئے گئے۔ لیکن ایک اور عجیب و غریب واقعہ ظاہر ہوا۔ ریاست جاورہ کے چند جاروب کش یعنی بھنگی اور بھنگنیں شہر سے دُور ایک گاؤں میں رہتے تھے اور ہر روز سویرے جاورہ آیا کرتے تھے تاکہ شہر میں صفائی کریں۔ معمول کے مطابق جب وہ اپنے گاؤں سے جاورہ کی جانب روانہ ہوئے تو راستہ میں انہوں نے ایک پہاڑی پر جو کہ پہلے بالکل ویران اور اجاڑ تھی، بہت سے تعزیئے رکھے ہوئے دیکھے اور کچھ لوگوں کو بھی دیکھا جو صبح کی نماز کی تیاری کر رہے تھے۔ (صلوٰۃ)

اس پہاڑی پر پانی کا کوئی چشمہ نہیں تھا لیکن وہاں انہوں نے لوگوں کو وضو کرتے ہوئے دیکھا۔ جاروب کش حیران تھے کہ یہ کون لوگ ہیں جو اس ویران جگہ پر تعزیئے لے کر آئے ہیں۔ یہی سوچتے ہوئے اپنے کام کی جلدی میں وہ شہر جاورہ میں

آ گئے اور جو بھی ملا انہوں نے یہ خبر اُسے پہنچادی تھوڑی سی دیر میں ہر طرف یہ خبر پھیل گئی۔ اور جوق در جوق لوگ اس پہاڑی کی طرف جانے لگے لیکن وہاں پر اب کوئی موجود نہیں تھا اور نہ کوئی تعزیہ تھا۔ البتہ وہ پہاڑی خوشبو سے مہک رہی تھی اور اس پر ایک جگہ ایک چشمہ بھی پیدا ہو گیا تھا۔ (صلوٰۃ) اس دن سے اس پہاڑی کو جسے وہاں کی مقامی زبان میں ٹیکری کہتے تھے حُسینی ٹیکری کہا جانے لگا اور یہی نام آج تک مشہور ہے۔ اسی رات جب شہر میں تاریکی تھی اور شہر کے باہر صبح کو جاروب کشوں نے تعزیئے دیکھے تھے، ریاست جاورہ کے نواب نے خواب دیکھا کہ نقاب پوش تشریف لائے ہیں اور کہتے ہیں کہ اگر میرے حسینؑ کی تعزیہ داری بند ہو گئی تو اے نواب تیری سلطنت ختم ہو جائے گی اور تو تباہ ہو جائیگا۔ صبح کو نواب نے فوراً حکم دیا کہ تعزیہ خانوں کو سرکاری خرچ دیا جائے اور باقاعدہ تعزیے بنائے

جائیں اور جلوس نکالا جائے۔

ادھر شہر کے باہر تعزیوں کی موجودگی کی خبر مشہور ہوئی اور نواب خود بھی حسینی ٹیکری کی زیارت کو گئے۔ اور وہاں سرکاری طور پر حد بندی کرا کے زیارت امام حسین قائم کی۔ لوگوں کی منتیں مرادیں وہاں آکر پوری ہونے لگیں۔ (صلوٰۃ)

بمبئی کے ایک سیٹھ نے وہاں آکر اپنی تجارت میں ترقی کے لئے دعا مانگی جو پوری ہوئی اور اس کو اندازے سے بہت زیادہ منافع حاصل ہوا۔ (صلوٰۃ) چنانچہ اس نے ادائے نذر کے طور پر اس ٹیکری پر کربلا کے نمونے پر ایک شاندار عمارت تعمیر کر دی جو آج تک مرجع خلائق بنی ہوئی ہے۔ (صلوٰۃ)

جو کوئی مومنہ یا مومن حاجت مند شب جمعہ کو نماز کے بعد یہ دعا مانگتا ہے کہ اگر اس کی حاجت پوری ہو تو وہ معجزہ مولا مشکلکشا خود بھی سنے گا اور دوسروں کو سنائے گا تو اللہ تعالیٰ اس کی حاجت پوری کرتا ہے۔ پس جب حاجت پوری ہو جائے تو یہ معجزہ خود

بھی سُنئے اور دوسروں کو بھی سُنائیے اور مشکلکشاؑ کی نذر دے کر حاضرین میں تقسیم کر دے۔

معجزہ ۴

جنابِ سیّدۂ طاہرہ سلامُ اللہِ عَلَیہَا

کسی شہر میں ایک سُنار رہتا تھا۔ اس کی عورت ایک روز پانی بھرنے کنوئیں پر گئی۔ یکایک شور اٹھا کہ سنار کا لڑکا کمہار کے آوے میں گر گیا۔ وہ سنارن اس قدر روئی کہ بیہوش ہو گئی۔ غش کی حالت میں اس نے خواب میں دیکھا کہ ایک بی بی نقاب پوش تشریف لائی ہیں اور فرماتی ہیں کہ اے عورت تو منّت مان لے کہ میرا لڑکا کمہار کے آوے سے صحیح سلامت نکل آوے تو میں جناب سیّدہ کا معجزہ سُنوں گی۔ اتنے میں ایک طرف سے شور

اٹھا کہ سنار کا لڑکا کمہار کے آوے سے زندہ و سلامت نکل آیا۔ سُنارن کی غش سے جب آنکھ کھلی تو کیا دیکھتی ہے کہ اس کا لڑکا سامنے کھڑا ہے۔ (صلوٰۃ)

وہ خوشی خوشی اپنے لڑکے کو گھر لے آئی اور بازار سے دو پیسےؔ کی شیرینی خرید کر اپنے پڑوسیوں کے پاس گئی اور کہا چلو میرے گھر میں منّت بڑھانی ہے۔ جناب سیّدہ کا معجزہ سننے چلو۔

سب عورتوں نے انکار کر دیا۔ وہ روتی ہوئی مایوس ہو کر جنگل کی طرف چلی گئی۔ کچھ دور جانے کے بعد اس نے ایک نقاب پوش بی بی کو دیکھا انہوں نے فرمایا تو بیٹھ جا میں سُناتی ہوں۔

مدینہ میں ایک یہودی رہتا تھا۔ اس کی لڑکی کی شادی تھی۔ وہ جناب رسولِ خدا صلّی اللہ علیہ و آلہ وسلّم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض

ؔ اس زمانے میں دو پیسے بڑی قیمت رکھتے تھے۔

کیا کہ مولا میری لڑکی کی شادی ہے۔ اگر حضورؐ اجازت دیں تو جناب سیدہؑ میرے گھر تشریف لیجائیں۔ حضورؐ نے فرمایا کہ اس کا ذکر جناب امیرؑ سے کرو وہ اجازت دیں تو تم فاطمہؑ کو لے جاؤ۔ وہ یہودی حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا اور اپنی درخواست پیش کی۔ حضرتؑ نے فرمایا جناب سیدہؑ کی خدمت میں عرض کرو۔ چنانچہ وہ یہودی حضرت فاطمہؑ کی خدمت میں حاضر ہوا اور شادی میں شرکت کی درخواست کی۔

آپ نے فرمایا کہ علی مرتضیٰ سے اجازت لے لو تب چلوں گی۔ اس یہودی نے عرض کیا کہ میں جناب رسولؐ خدا اور امیرالمومنینؑ کی خدمت میں پہلے عرض کر چکا ہوں۔ اب تو آپ خود ہی اس امر کی مختار ہیں۔ آپ نے سواری لانے کے لئے اس سے کہا۔

یہودی سواری لینے چلا گیا۔ جناب سیدہ نے جانماز بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی اور ہاتھ بلند کر

کے خدا کی بارگاہ میں عرض کی کہ اے میرے پالنے والے! میں تیرے رسولؐ کی بیٹی اور تیری کنیز ہوں. نہ میرے پاس کوئی کپڑا ہے اور نہ ہی کوئی سامان ہے۔ ایسی حالت میں شادی میں کیونکر جاؤں؟ ابھی دعا ختم بھی نہ ہونے پائی تھی کہ جنّت کی حوریں ایک کشتی میں جنّت کے زیورات اور لباس لے کر حاضر ہو گئیں۔ (صلوٰۃ)

حوروں نے اپنے ہاتھ سے جناب سیّدہؑ کو لباس و زیورات سے آراستہ کیا اور سواری میں بٹھایا جب جناب سیّدہؑ اس یہودی کے گھر پہنچیں تو آپ کے نور سے اس کا مکان روشن اور خوشبو سے معطّر ہو گیا۔ (صلوٰۃ) اور جتنی یہودی عورتیں تھیں سب بیہوش ہو گئیں۔ آپ اس حجرے میں تشریف فرما ہوئیں جسمیں دلہن تھی۔ کچھ دیر بعد سب عورتوں کو ہوش آگیا لیکن دلہن کو ہوش نہ آیا۔ جب سب عورتوں نے اسے دیکھا تو دلہن کو مردہ پایا اور انھوں نے زار و قطار رونا اور پیٹنا شروع

کر دیا۔ اب ایک کہرام اور شور برپا ہو گیا۔

جناب سیّدہ کو یہ ماجرا دیکھ کر بڑا رنج ہوا۔ آپ نے جانماز بچھا کر نماز پڑھی اور خدا کی درگاہ میں عرض کیا کہ پروردگار میں تیری کنیز خاص اور تیرے رسولؐ کی بیٹی ہوں تو میری عزّت رکھ لے ورنہ یہ لوگ کہیں گے کہ میرے آنے سے دلہن مر گئی۔ آپ کی دعا ابھی ختم نہ ہوئی تھی کہ دلہن زندہ ہو گئی۔ اور کلمہ پاک پڑھتی ہوئی اٹھ بیٹھی۔ (صلوٰۃ) اور جناب سیّدہ سے عرض کیا کہ آپ بنتِ رسولؐ ہیں۔ مجھے دینِ اسلام کی تعلیم فرمائیں۔ آپ نے اس کو اور پانچ سو یہودی عورتوں کو مسلمان کیا۔ (صلوٰۃ)

سب نے آپ کو بہت عزّت اور بڑی شان کے ساتھ مع ایک کنیز کے رخصت کیا۔

یہ معجزہ جناب سیّدہ علیہا السّلام کا ایک اور روایت کے ساتھ بھی منسلک کیا جاتا ہے کہ :۔

کسی شہر میں ایک بادشاہ رہتا تھا۔ اس نے ایک روز اپنے وزیر سے کہا کہ سامانِ شکار تیار کرو۔ بات

ہی بات میں سب سامان شکار تیار ہو گیا۔ بادشاہ اور وزیر دونوں کی لڑکیوں نے بھی ساتھ چلنے کی درخواست کی۔ بادشاہ نے منظور کر لیا۔ چنانچہ یہ لڑکیاں بھی ہمراہ ہو گئیں۔

چلتے چلتے ایک جنگل میں گزر ہوا اور وہیں سب نے قیام کیا اور ناشتہ کرنے میں مشغول ہو گئے کہ یکایک شدید آندھی آئی اور ایک کو دوسرے کی خبر نہ رہی۔ بادشاہ اور وزیر لشکر سے غائب ہو گئے اور لڑکیوں کا کھٹولا اڑ کر ایک پہاڑ کی چوٹی پر جا رکا۔

جب طوفان ختم ہوا تو بادشاہ کو اپنا تمام سامان و لشکر تو مل گیا لیکن دونوں لڑکیوں کا کوئی پتہ نہ چل سکا۔ مجبور ہو کر بادشاہ اور وزیر دونوں واپس آ گئے۔

اتفاق سے اسی روز کسی دوسرے ملک کا بادشاہ اس جنگل میں شکار کو گیا تھا۔ وہ پانی کی تلاش میں پریشان تھا۔ سپاہی ادھر اُدھر پانی کی تلاش میں پھرتے

رہے۔

اب ان دونوں لڑکیوں کا حال سنو۔ ماں باپ سے چھُٹ کر بادشاہ زادی اور وزیر زادی دونوں گلے لگ کر بہت روئیں اور روتے روتے بیہوش ہوگئیں۔ انہوں نے خواب میں دیکھا کہ ایک بی بی نقاب پوش تشریف لائی ہیں اور فرماتی ہیں کہ تم منّت مان لو کہ ہم اپنے ماں باپ سے ملیں گی تو جناب سیدہؑ کا معجزہ سنیں گی۔ دونوں لڑکیوں کو جب ہوش آیا تو انہوں نے منّت مان لی۔

پروردگارِ عالم مسبّب الاسباب ہے۔ وہ سپاہی جو پانی کی تلاش میں گیا تھا جب پہاڑ کی چوٹی پر پہنچا تو کیا دیکھتا ہے کہ دو لڑکیاں بیٹھی رو رہی ہیں اس نے ان سے حالات دریافت کیٔے کہ تم یہاں کیسے آئیں۔ ان لڑکیوں نے سارا واقعہ اس سے بیان کیا۔ اس سپاہی نے لڑکیوں کو تسلّی و تشفّی دی اور کہا کہ اگر تمہیں اپنے ساتھ لے چلوں تو چلو گی۔ لڑکیاں راضی ہوگئیں۔ سپاہی نے بادشاہ کی

خدمت میں حاضر ہو کر ان لڑکیوں کا واقعہ بیان کیا۔ بادشاہ نے فوراً اپنے نوکروں کو بھیج کر لڑکیوں کو بلوا لیا اور وزیر نے ان لڑکیوں کو بڑے آرام سے اپنے گھر میں رکھ لیا۔

چند روز کے بعد جب ان لڑکیوں کے ماں باپ کو خبر ہوئی کہ فلاں بادشاہ کے ہاں یہ دونوں لڑکیاں زندہ و سلامت موجود ہیں تو ان کو بڑی خوشی ہوئی۔ اور انہوں نے اس بادشاہ کو شکریے کا خط لکھا۔ اور لڑکیوں کو بھیج دینے کی خواہش کی۔ اس بادشاہ نے خط کا جواب یہ دیا اور لکھا کہ اگر آپ مناسب سمجھیں تو ان لڑکیوں کی شادی میرے لڑکوں کے ساتھ کر دیں۔ ان لوگوں نے منظور کر لیا اور دونوں لڑکیاں بادشاہ کے یہاں سے رخصت ہو کر اپنے ماں باپ سے جا ملیں اور سب نے خدا کا شکر ادا کیا۔ (صلوٰۃ)

مگر لڑکیاں جناب سیدہؑ کا معجزہ سننا بھول گئیں۔ کچھ دنوں کے بعد دونوں طرف سے شادیوں کے،

انتظامات ہونے لگے اور تاریخیں مقرّر کر کے دونوں کا عقد ہو گیا۔ اور وہ دونوں بڑی دھوم دھام سے رخصت ہو کر اپنے اپنے سُسرال پہنچ گئیں۔ اتّفاق سے جہیز میں ایک قیمتی طلائی آفتابہ[1] دروازے پر رہ گیا۔ ایک سپاہی کو حکم ملا کہ وہ فوراً جاکر وہ طلائی آفتابہ لے آئے۔ سپاہی جب یہاں آیا تو کیا دیکھتا ہے کہ نہ وہ محل ہے نہ وہ تخت ہے۔ نہ بادشاہ نہ کچھ اور سامان ہے۔ صرف ایک میدان ہے اور وہاں آفتابہ رکھا ہوا ہے۔ سپاہی حیرت میں تھا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ بہر حال سپاہی نے چاہا کہ وہ لوٹا اٹھالئے اور جھک کر اٹھانے کے لئے ہاتھ بڑھایا اس میں سے ایک مارِ سیاہ نے پھَن نکال کر سپاہی کو ڈسنا چاہا۔ یہ خوفزدہ ہو کر پیچھے کو ہٹا اور بھاگ کر اپنے بادشاہ کے پاس آیا اور سارا واقعہ اس سے بیان کیا۔

---

[1] لوٹا

یہ تمام باتیں سُن کر بادشاہ کو غصّہ آیا اور اُس نے لڑکیوں کو بلا کر کہا کہ تم لوگ جادو گر ہو۔ بتاؤ کہ یہ کیا ماجرا ہے اور تمہارے والدین کہاں ہیں۔ یہ سُن کر لڑکیاں حیرت زدہ ہوگئیں اور کوئی جواب نہ دے سکیں۔ بادشاہ نے ان لڑکیوں کو قید کر دیا۔ اور کہا کہ کل تم کو قتل کر دینے کے لئے جلاّد کے حوالے کر دوں گا۔

قید خانہ میں وزیر زادی نے شہزادی سے کہا کہ نہ معلوم ہم سے کونسی ایسی خطا ہوئی کہ جس کی ہم کو سزا ملی ہے اور ہمارے قتل کا فتویٰ صادر ہوا ہے۔ یہ کہہ کر دونوں گریہ وزاری میں لگ گئیں اور خدا سے دعا کرنے لگیں۔ روتے روتے ان کی آنکھ لگ گئی۔ خواب میں دیکھا کہ وہی نقاب پوش بی بی آئیں اور فرمانے لگیں کہ تم نے مانا تھا کہ جناب سیّدہ کا معجزہ سنیں گے۔ مگر تم نے بھلا دیا۔ یہ اسی کا عذاب ہے۔ اب تم منّت پوری کرو۔ لڑکیوں نے عرض کیا ہم آپ پر قربان ہو جائیں۔ یہ بتائیے کہ ہم قید خانہ

ہیں شیرینی وغیرہ کا کس طرح انتظام کریں۔ آپ نے
فرمایا کہ صبح تمہارے آنچل سے دو پیسے گریں گے۔
ان کی شیرینی منگوالینا اور معجزہ سننا۔ چنانچہ صبح
کو ایسا ہی ہوا۔ لڑکیوں نے شیرینی منگوا کر معجزہ سنا
اور اپنی غلطی کی رو کر معافی مانگی۔ بادشاہ نے صبح کو
جلاد کو بلا کر حکم دیا کہ ان دونوں لڑکیوں کو قتل کر دے جب جلاد لڑکیوں کے پاس
آیا تو انہوں نے اس سے کہا کہ ہماری طرف سے بادشاہ
کی خدمت میں عرض کرو کہ ہم سے پہلے وہ ہماری
چند باتیں سُن لیں اس کے بعد قتل کا حکم دیں۔ جلاد
نے بادشاہ کی خدمت میں پیغام پہنچایا تو وہ لڑکیوں
کے پاس آیا۔ لڑکیوں نے رو کر عرض کیا کہ غریب
پرور جب ہم دونوں آندھی سے اُڑ کر پہاڑ پر
پہنچیں اور روتے روتے بے ہوش ہو گئیں تو ایک
نقاب پوش بی بی آئی تھیں اور فرمایا کہ تم جناب سیّدہ
کی منّتِ معجزہ مان لو تو اپنے والدین سے ملو گی۔
ہم نے منّت مان لی تھی۔ لیکن اپنے والدین سے
ملنے کے بعد ہم یہ منّت بڑھانی بھول گئیں۔ جس

کا یہ عذاب تھا۔ اب آپ سپاہی کو پھر بھیجئے اور ہمارے والدین کے حالات دریافت کروائیے۔

بادشاہ نے دوبارہ سپاہیوں کو ان کے والدین کے ملک میں روانہ کیا تو وہاں بادشاہ اور اس کا تخت و تاج سب کچھ موجود تھا۔

سپاہیوں نے واپس آ کر بادشاہ سے جب بیان کیا تو اس کو یقین ہو گیا کہ بیشک یہ عتاب الٰہی تھا اور کچھ نہ تھا۔ بادشاہ خوش ہو گیا اور لڑکیاں قید سے آزاد ہو گئیں۔ (صلوٰۃ)

یہ دوسرا معجزہ وہ برقعہ پوش بی بی اس سُنارن سے کہہ کر غائب ہو گئیں۔ سُنارن اپنے گھر آئی تو دیکھا کہ ان پڑوسیوں کے گھر میں آگ لگ گئی ہے۔ جنہوں نے معجزہ سننے سے انکار کر دیا تھا۔

دعا کرو کہ بحق محمدؐ و آل محمدؐ جس طرح سُنارن اور ان لڑکیوں کی مُراد پوری ہوئی اسی طرح ہر مومن اور مومنہ اور ہر مسلم اور مسلمہ کی بھی ہر مُراد بطفیل محمدؐ و آل محمدؐ پوری ہو۔ آمین یا ربّ العٰلمین

معجزہ ۵

جناب شہزادہ امن حضرت امام حسن علیہ السلام

حضرت امام حسن علیہ السلام مکہ معظمہ سے مدینہ طیبہ کی طرف پیدل سفر فرما رہے تھے۔ آپ کے پاؤں متورم ہو گئے عرض کیا گیا کہ اگر آپ سواری پر سوار ہو جائیں تو ورم سے سکون حاصل ہو گا آپ نے فرمایا ہرگز نہیں ہو سکتا لیکن یہ ہو گا کہ ہم منزل پر وارد ہوں گے تو ایک حبشی حاضر ہو گا۔ اس کے پاس تیل ہو گا۔ جو ورم کو ٹھیک کر دے گا۔ یہ تیل اس سے خرید لینا۔ کئی میل چلنے کے بعد حبشی سے ملاقات ہو گئی۔ حضرت نے اپنے غلام سے کہا حبشی کو قیمت ادا کر کے تیل خرید لو۔ حبشی نے کہا کس کے لئے تیل لیتے ہو؟ کہا گیا کہ یہ تیل جناب حسن بن حضرت علی علیہ السلام کے لئے چاہیئے۔

حبشی نے کہا۔ مجھے ان کی خدمت میں لے چلو اور وہ جب حضرت امام پاک کی خدمتِ اقدس

میں حاضر ہوا۔ تو اس نے عرض کی کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فرزند ارجمند میں آپ کا غلام ہوں اور یہ تیل حاضر خدمت ہے۔ میں تیل کی قیمت نہیں لوں گا۔ آپ میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائیں کہ وہ مجھے فرزند عطا فرمائے جو اہل بیت رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو دل سے دوست رکھے میں اپنی عورت کو دردِ زہ کی حالت میں چھوڑ کر آ رہا ہوں۔ امام حسن علیہ السلام نے دعا فرمائی اور کہا کہ جاؤ اللہ تعالیٰ نے تمہیں ایک خوبصورت فرزند عطا فرمایا ہے۔ حبشی فوراً اپنی عورت کے پاس آیا اور دیکھا کہ وہ ایک خوبصورت بچہ جن چکی ہے۔ حبشی دوبارہ امام حسن علیہ السلام کی خدمت بابرکت میں حاضر ہوا۔ اور فرزند کی ولادت کی وجہ سے حضرت کو دعائے خیر دی۔

حضرت نے وہ تیل پاؤں پر ملا اور ورم زائل ہوگیا

اللھم صل علی محمد و آل محمد

یا اللہ پاک جس طرح تو نے اس حبشی کی مراد پوری کی بطفیل حضرت امام حسن علیہ السلام تمام مومنین و مومنات کی دلی مرادیں بھی پوری فرما۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔

اللھم صل علی محمد و آل محمد

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

مُعجزہ

سَیِّدُالشُّہَدَاء امام حُسَینؑ علیہ السّلام

گوالیار بھارت میں ایک ہندو ریاست ہے۔ اس ریاست کے مہاراجہ جیواجی اور ان کے تمام خاندان کو سیّدنا حضرت امام حسین علیہ السّلام کیساتھ بے پناہ عقیدت ہے۔ پہلی محرم سے دسویں محرم الحرام تک مہاراجہ جیواجی اور مہارانیاں وغیرہ فقیری لے کر سبز لباس پہن لیتے ہیں۔ اور اس دوران میں دیگر ریاستی کاروبار تقریباً بند رہتا ہے اور سوائے تعزیہ داری اور محرم کی دیگر تقریبات کے اور کچھ کام نہیں ہوتا۔

یہ واقعہ جس کا یہاں ذکر کیا جا رہا ہے۔ دہلی دربار

کے دوسرے سال کا ہے۔ جبکہ مہاراج انگلینڈ تشریف لے گئے تھے تو کچھ اور ہی معاملہ ظہور میں آیا۔ وہ یہ کہ ایک روز مقام ہیلمنگھم میں شاہی اہتمام سے فوجی کرتب وغیرہ کی نمائش منعقد ہوئی۔ جسمیں ملک معظم انگلستان کے شاہی خاندان کے علاوہ، یورپ اور امریکہ تک کے نمائندے موجود تھے۔ اس موقع پر مہاراج گوالیار جو گھوڑے کو دوڑاتے آئے تو نہ معلوم کس طرح ان کے صافہ کا پیچ کھلتے ہی ہوا میں لہراتا بل کھاتا زمین پر گرا۔ گھوڑا تھا ان چیزوں سے ناآشنا، بُری طرح بدکا۔ اور بدحواس ہوکر اندھا دھند بھاگا۔ شہسوار جانتے ہیں کہ بگڑنے پر اس دیو کا قابو میں لانا کتنا دشوار ہے۔ لہٰذا مہاراج نے بہتیرا روکا مگر یہ ذرا نرم نہ پڑا۔ بلکہ برقی سرعت سے جہاں شاہی خاندان کے لوگ بیٹھے تھے کے سروں پر پہنچ گیا اور کچھ دور نہ تھا کہ ان ہستیوں کو روندتا ہوا پامال کردے کہ بیساختہ مہاراجہ نے یا حُسَین کہہ کر ایک جھٹکا لگام کو دیا کہ گھوڑا منہ کے

بل زمین پر آرہا۔ اور کسی نامعلوم طاقت نے گرتے گرتے مہاراج کو اس شان سے کھڑا کر دیا کہ تمام مخلوق مع ملک معظم کے استعجاب سے یکدم کھڑی ہو گئی اور تالیاں بجا بجا کر نعرہ ہائے تحسین و مسرت سے زمین کے طبق ہلا دیئے۔ (صلوٰۃ)

اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

اس کارنامہ پر مہاراجہ کو "ہیرو آف ہارس مین شپ" (شاہسوارِ عظیم) کا خطاب عطا ہوا۔ اور یورپ اور امریکہ کے اخبارات و رسائل میں مہاراجہ کے فوٹو اور معرکتہ الآرار مضامین نکلے۔ زمانہ بھر میں مہاراجہ کی بہادری کا سکّہ بیٹھ گیا اور بڑے بڑے افلاطون مان گئے کہ واقعی فی زمانہ ایسا شہسوار کوئی نہیں۔ اُدھر ان واقعات کا ایک مفصل اور ارجنٹ تار گوالیار آیا اور فی الفور سیدالشہدار امام حسین علیہ السّلام کے احترام میں قلعہ سے توپیں سر ہونے لگیں۔ لنگر خانے اور بھنڈارے جاری ہو گئے فقیروں، مسکینوں اور پنڈتوں اور برہمنوں کی مدح

ہو گئی۔ اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلیٰ مُحَمَّدٍ وَّ آلِ مُحَمَّدٍ

دوسرا واقعہ:۔ یہ واقعہ یوں ہے کہ جیواجی مہاراج کی شادی کا زمانہ نزدیک آیا تو پنڈتوں نے پوتھی بچاری تو ماہ محرم کی نویں تاریخ کا ہورت نکلا۔ اس امر سے علاوہ ہندو مسلم امرار و وزرار اور سرداران ریاست کے خود مہاراج کو بھی سخت فکر دامن گیر ہوئی کہ یہ مہینہ غم و ماتم کا ہے۔ ان دنوں ہندو مسلمان بیاہ شادی اور ہر طرح کی مراسم خوشنودی سے احتراز کرتے ہیں۔ مصلحت یہی ہے کہ شادی کا مہورت بدل دیا جائے ورنہ بڑی گڑبڑ پھیلنے کا احتمال ہے۔ مگر ایسی انوکھی بات بھلا کسطرح چھپ سکتی تھی۔ آناً فاناً سارے شہر میں خبر دوڑ گئی اور محلہ محلہ اور گھر گھر اس کا چرچا ہونے لگا۔ ہر شخص اپنے عقیدے اور عقل کے مطابق رائے زنی کرنے لگا۔ حتیٰ کہ ہلال محرم نمودار ہو گیا۔ اب کچھ عجیب ہی حالت تھی۔ تھوڑے ہی عرصے میں کتنے ہی چھوٹے بڑے دربار اور خفیہ مشورے منعقد ہوئے۔

مہاراج کی جانب سے پنڈتوں کو سمجھایا گیا۔
مسلمانوں نے پروہتوں کی منتیں کیں کہ پنڈت جی ہم زندگی بھر آپ کا احسان نہ بھولیں گے۔ بڑی کرپا ہوگی۔ دو چار دن کا آگا پیچھا کوئی بات نہیں۔ ذرا مہورت اِدھر اُدھر کر دیا جائے تو اچھا ہے۔ اس منّت سماجت سے بعض پنڈت کسی قدر نرم پڑے۔ بعض نے نیم رضامندی کا اظہار کیا اور بہت ممکن تھا کہ مان جائیں۔ مگر جناب ایک دھنی برہمن انتہائی خوشامد پر بھی ٹس سے مس نہ ہوا۔ یہی کہتا رہا کہ نہیں صاحب نہیں۔ ایسا شُبھ مہورت بارہ بارہ چوبیس چوبیس سال نہیں آتا۔ کچھ ہی ہو شادی نویں محرم ہی کو ضرور ہوگی۔ لہٰذا خلافِ مرضی مہاراج کی کلائی میں شادی کا کنگنا باندھ دیا گیا۔ اس بے محل خوشی کے صدمہ سے مسلمان غلامانِ امام مظلوم علیہ السلام کے دل بیٹھ گئے۔ ادھر وہ تاریخ نزدیک آرہی تھی جس میں غریب الوطن پیاسے اہلبیتؑ کے خشک گلے کربلا کی گرم ریت پر کاٹے گئے۔ اِدھر موضع "پارسین"

کی سرزمین خیمہ وخرسے معمور ہوگئی۔ مارے لاؤ لشکر ساز وسامان کے تِل دھرنے کو جگہ نہ رہی۔ قسما قسم کے کھانوں کی ترنگیں اڑنے لگیں اور جنگل میں منگل ہوگیا۔

سخت گرمیاں تھیں کہ کوہ وصحرا بھاڑ کی طرح تپ رہے تھے۔ عین اس موقع پر جب کہ مہاراجہ جیواجی کا بیاہ رچنے لگا۔ اس دھوم دھام سے کہ جشنِ فیروزی مات ہوگیا۔ ایسا غلغلہ کبھی دیکھنے سننے میں نہ آیا تھا۔ یکایک ایک طرف سے کالی آندھی اٹھی کہ دفعتاً روزِ روشن میں شب دیجور کا سماں کھنچ گیا۔ ایسا اندھیرا چھایا کہ ہاتھ کو ہاتھ نہ سوجھتا تھا۔ پھر کیا تھا دوست دشمن چھوٹے بڑے کی تمیز نہ رہی۔ ارے توبہ کہاں کے راؤ راجہ اور کیسی بیر ونگاہ ہزار ستون کا دَل بادل شامیانہ جس کے آگے قصر نوشیرواں مات تھا، پرکاہ کی طرح اڑ گیا۔ وہ کھلبلی مچی کہ رہے نام اللہ کا۔ اس زور سے بھگدڑ پڑی کہ الامان والحفیظ! کوئی کانٹوں میں الجھا۔ کسی کی درخت سے ٹکر ہوئی۔ کوئی

خندق میں گرا۔ کسی کو ہاتھی گھوڑوں نے کچل ڈالا۔ الٹن پلٹن۔ رتھ بہلی۔ نالکی پالکی دم زدن میں سارا کرّو فرّ ندارد یا مظہر العجائب۔ ہالی موالی مع مہارلجہ سب غائب۔ وہ چیخ و پکار مچی۔ ایسی گڑبڑ پھیلی کہ توبہ بھلی۔ اس نفسا نفسی میں کہ باپ بیٹے کا نہ بیٹا باپ کا۔ کیا آدمی کیا جانور سب تتّر بتّر ہو گئے۔ سب کا ستیاناس کر کے ذرا آندھی کا طوفان کم ہو چلا تھا۔ کہ جیسے ایک دم لاکھوں توپوں پر تپّی پڑے۔ اس زور سے بادل گرجا گویا آسمان پھٹ پڑے گا۔ اور دیکھنے والے قسمیں کھا کھا کر کہتے تھے کہ کوئی اڑھائی پاؤ، تین تین بلکہ سیر سیر بھر کے اولے پڑنے شروع ہو گئے۔ اب زمین و آسمان میں کہیں پناہ نہ تھی۔ وہ تن آور درخت جو آندھی سے مجلجلے ہو چکے تھے۔ اولوں کی مار سے چرچرا چرچرا کر زمین پر آ رہے۔ اور وہ مرہٹی فوج جس کی معرکہ آرائیوں سے ملک ہند میں کیسے کیسے انقلابات ظہور میں آئے تھے کہ جسے تاریخ کبھی فراموش نہیں کر سکتی۔ اس خدائی

قہر کی تاب نہ لاکر کھیلوں کی طرح بکھر گئی۔ معلوم ہوتا تھا اللہ میاں نے آج اپنی خدائی امام حسین علیہ السّلام کو سونپ دی ہے۔ اور حضرت خفا ہوگئے ہیں۔ بس اشارہ کی دیر ہے۔ صور پھونکا اور قیامت آئی۔

آسمانی گولوں یعنی تباہ کن اولوں نے پل بھر میں پتھراؤ کر دیا۔ ذراسی دیر میں بعید از قیاس سین کھنچ گیا۔ جہاں ابھی ابھی رقص و سرود کی محفل راجہ اندر کے اکھاڑے سے پہلو مار رہی تھی، وہاں ہو برسنے لگا۔ اس بدحواسی کو کیا کہیئے کہ کہار تک نئی نویلی دلہن ریاست کی ملکہ مہارانی کا ڈولہ سنسان بیابان میں چھوڑ کر اڑن چھو ہوگئے۔ مگر یہ جانثاری بھی یاد رہے گی کہ اس حشر انگیزی میں کہ جب کوئی کسی کا نہ تھا، صرف ایک وفادار مسلمان حسّن خان بھیّا نے پیٹھ نہ دکھائی اور یہ شیر دل شمشیر برہنہ لئے مہارانی کے ڈولے کی حفاظت کر رہا تھا۔ حالانکہ مہارانی کے کہنے کے باوجود کہ وہ بھی اس آفت میں اپنی جان بچانے کے لئے کہیں چلا جائے۔ مگر شاباش اس کا کہ وہ

ڈولہ چھوڑ کر ایک قدم بھی پیچھے ہٹنے پر تیار نہ ہوا۔
خدا خدا کرکے توبہ قبول ہوئی۔ اولے تھمے۔ مطلع صاف ہوا۔ اور بھگوڑوں کی جان میں جان آئی۔ جن کے ہاتھ پیر میں کچھ سکت باقی تھی لرزاں و ترساں کھائی خندقوں میں سے نکل کر کیمپ کی طرف رجوع ہوئے۔ ہر طرف ایک عبرت ناک منظر تھا۔ سارا کیا خاک میں مل گیا۔ کیمپ کا کیمپ قلب پریشان کی طرح منتشر تھا۔ لکھو لکھا روپے پر پانی پھر گیا۔
اب کہاں کا مہورت اور کہاں کی شادی۔ وہ تو گویا قضا کے منہ سے نکلے۔ مرتے مرتے بچے۔ مہاراجہ سے لے کر ادنیٰ خدمت گار تک کے دل پر حضرتِ سیّد الشہدار کی عظمت طاری ہوگئی اور وہ باراتی جو نہایت تزک و احتشام سے شادی کا جلوس بن کر گئے تھے، ایک لٹے ہوئے قافلے کی طرح یا امام حسینؑ، یا حسینؑ کرتے ہوئے خاک بسر شہر کو پلٹے اور عظمتِ حسینؑ کے ایسے قائل ہوئے کہ پھر کبھی بھی عزاداریٔ سیّد الشہدار حضرت امام حسینؑ علیہ السّلام

کے خلاف کسی کو کچھ کہنے کی جرأت نہیں ہوئی۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّدٍ

اے اللہ! بطفیل اپنے حبیب مکرّم حضرت محمّد مصطفیٰ صلّی اللہ علیہ وآلہٖ وسلّم اور ان کی آل پاک اور خصوصاً سیّدنا سید الشہدار حضرت امام حسین علیہ السّلام جس طرح تونے مہاراج جیاجی اور ان کے اہل خانہ کی ہر مشکل میں مدد فرمائی بالکل اسی طرح ہر مومن اور مومنہ کی مشکل وقت مدد فرما اور ان کی ہر مُراد ان ہی پاک ہستیوں کی طفیل پوری کر آمین ثم آمین یا رَبَّ الْعٰلَمِین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰل مُحَمَّدٍ

معجزہ جناب امام زین العابدین علیہ السلام

ایک شخص بلخ کا رہنے والا ہر سال حج بیت اللہ کو جاتا تھا اور بعدِ حج حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمتِ اقدس میں حاضر ہوتا تھا۔ چونکہ یہ سال بھر کے بعد حاضرِ خدمت ہوتا تھا۔ اس لئے اپنے ہمراہ اپنے شہر کا تحفہ ضرور لاتا اور خدمتِ امام علیہ السلام میں پیش کر دیتا اور چونکہ حضرت جانتے تھے کہ یہ ہمارا دوست ہے لہذا آپ اس کا ہدیہ قبول فرما لیتے تھے۔ ایک روز اس شخص کی زوجہ نے کہا کہ اے میرے مالک میں دیکھتی ہوں کہ ہر سال تو جب حج کے لئے جاتا ہے تو اپنے ساتھ، اپنے شہر کے تحفے لے جاتا ہے۔ مگر کبھی بھی ان تحفوں کے عوض کچھ نہیں لاتا آخر وہ ہے کون جو تیرا تحفہ تو قبول کر لیتا ہے لیکن اس کے بدلے میں تجھے کچھ نہیں دیتا۔ حالانکہ خدا نے قرآن مجید میں فرمایا ہے۔ هَلْ جَزَاءُ الاحسان اِلَّا الاحسان ۝

سورۃ رحمٰن آیت ۶۰۔ جیسے ہی اس مومن نے یہ جملے سنے کہنے لگا اے عورت تو نے بڑا غضب کیا جو ایسے جملے زبان سے نکلے اس وقت جو کچھ تو نے کہا سب ان حضرت کو خبر ہو گئی ہو گی تیرے جملوں کا ایک ایک حرف ان تک پہنچ چکا ہو گا۔ لہذا توبہ کر

دوسرے سال اسی طرح جب زمانہ حج کا وقت آیا تو یہ برائے حج روانہ ہوا۔ بعد فراغتِ حج حسب دستورِ قدیم اپنے شہر کے تحفے لے کر خدمتِ امام میں حاضر ہوا تو نصیب اسکا جاگ اٹھا۔ وہ یوں کہ امام علیہ السلام طعام نوش فرما رہے تھے فرمایا بھائی بہت اچھے وقت آیا ہے تو شریکِ طعام ہو جاؤ یہ خوش قسمت تھا امام علیہ السلام کے ساتھ ہی کھانے میں مشغول ہو گیا جب خوب سیر ہو گیا تو خادم طشت و آفتابہ لے کر حاضر ہوا۔ حضرت فوراً اٹھ کھڑے ہوئے۔ عرض کیا آقا کیا ارادہ ہے۔ فرمایا تیرے ہاتھ دھلاؤں گا۔ عرض کیا مولا غلام کی کیا مجال کہ آقا کے ہاتھ سے اپنے ہاتھ دھوئے فرمایا کہ میں تیرے ہاتھ اس وقت

اسس وجہ سے دھلاؤں گا کہ تو اس وقت ہمارا مہمان ہے جب تو مہمان ہے تو کیا وجہ ہے کہ میں تیرے ہاتھ نہ دھلاؤں سبحان اللہ! کیا مہمان نواز تھے کہ کھانا ساتھ کھلایا اور ہاتھ بھی دھلانے پر تیار ہیں اسس لئے کہ یہ مہمان ہے مگر اس نے بہت اصرار کیا کہ مولا غلام سے ایسی خطا نہیں ہو سکتی کہ آپ میرے ہاتھ دھلائیں بلکہ میں آپ کے ہاتھ دھلاؤں گا تو امام علیہ السلام نے فرمایا خیر تیری خوشی مگر اے بھائی یہ سمجھ لے کہ اگر اسس وقت تو نے میری محبت سے ہاتھ دھلائے تو حکم خدا سے ایسی چیز دکھاؤں گا جو تو نے کبھی نہ دیکھی ہو گی۔ یہ فرماکر ہاتھ دھونے لگے جب ایک طشت پانی سے بھر گیا تو فرمایا بھائی! ذرا ٹھہر جا اور پانی کو روک لے۔ اسس نے پانی ڈالنا روکا۔ تو فرمایا دیکھ اس طشت میں کیا ہے عرض کیا پانی ہے۔ فرمایا نہیں بلکہ زمرد سبز ہیں۔ اب جو اس نے دیکھا تو حضرت کے ہاتھ کا دھوون زمرد سبز بن چکا تھا۔ پھر فرمایا

پانی ڈال۔ اس نے ہاتھ دھلانا شروع کئے اور جب دو ثلث طشت پانی سے بھر گیا تو پوچھا دیکھ اب اس طشت میں دیکھ کیا ہے عرض کیا وہی پانی۔ فرمایا غور سے دیکھ پانی نہیں یاقوت سرخ ہیں۔ جونہی اس نے غور سے دیکھا تو وہ پانی یاقوتِ سرخ بنا ہوا تھا۔ فرمایا اور پانی ڈال۔ اس نے پھر پانی ڈالنا شروع کیا۔ اور جب تمام طشت پانی سے بھر گیا تو فرمایا اب دیکھ۔ اب اس طشت میں کیا ہے۔ عرض کیا مولا وہی پانی فرمایا نہیں سفید موتی ہیں اب جو اس نے دیکھا تو تمام طشت سچے موتیوں سے بھرا ہوا تھا۔

دیکھا آپ حضرات نے اپنے امام کے وقارِ عظمت اور مقام کو جو پروردگارِ عالمیان کے حضور آپ کو حاصل تھا تھا تو وہ پانی مگر جب آپ نے زمرد کہہ دیا تو وہ زمرد سبز ہو گیا اور جب یاقوت کہا تو پانی یاقوت سُرخ بن گیا۔ اور جب موتی کہا تو تمام پانی موتی بن گیا۔

یہ اثر تھا زبانِ امام علیہ السلام میں اور یہ عظمت و وقعت تھی درگاہِ پروردگار میں امام پاک کی۔

اب امام پاک نے فرمایا اے بھائی! یہ جواہرات اپنی زوجہ کو لے جا کر دیدے اس لئے کہ اس نے اب کی مرتبہ ہم پر عتاب کیا تھا۔ اور یہ عوض ان تحفوں کا ہے جو تو میرے لئے لاتا رہا ہے مگر اپنی زوجہ سے یہ بھی کہہ دینا کہ اگر زمانہ ہم سے موافق ہوتا تو ہم تیرے ساتھ اس سے بھی زیادہ سلوک کرتے اب رہی یہ بات کہ حضرت نے ہر مرتبہ اس کے تحفوں کا معاوضہ کیوں نہ دیا۔ شاید یہ وجہ ہو کہ حضرت خیال کرتے ہوں کہ ایک ہی مرتبہ اس کو اتنا دیدیں کہ بادشاہوں کے خزانہ میں بھی نہ نکلے گا۔ ہر مرتبہ تھوڑا تھوڑا عوض کرنا بہتر نہیں اس سخاوت میں دادا کی شان دکھا دی کیونکہ حاتم طائی کی تعریف جب لوگوں نے کی کہ وہ ایک ہی سائل کو چالیس دروازوں پر دیتا تھا تو آپ نے جواب میں فرمایا تھا کہ سخاوت تو قابلِ تعریف نہیں۔ ایک ہی دروازہ پر اتنا کیوں نہ دیا کہ اس سائل کو دوسرے دروازے پر جانے کی حاجت نہ ہوتی۔ یہاں پوتے نے وہی شان

دکھا دی۔ ایسا دیا کہ مالا مال کر دیا۔ الغرض یہ مومن دیندار جواہرات بے بہا لے کر حضرت سے رخصت ہو کر اپنے مکان پر پہنچا اور وہ جواہرات اپنی زوجہ کے سامنے لاکر رکھ دیئے اور کہا کہ میں تجھ سے نہ کہتا تھا کہ وہ امام وقت ہیں جو تو کہہ رہی ہے ان کو معلوم ہو جائے گا لہذا وہی ہوا کہ ان کو خبر ہو گئی۔ زوجہ یہ جواہرات دیکھ کر حیران و ششدر رہ گئی۔ اس لئے کہ ایسے جوہرات کبھی بھی اس کی نظر سے نہیں گزرے تھے اپنے شوہر کو قسم دے کر کہنے لگی کہ اب کی اگر زندہ رہے تو میں بھی تمہارے ساتھ چلوں گی۔ یہاں تک کہ حج کا زمانہ قریب آگیا اور یہ دونوں زن و شوہر مکان سے روانہ ہوئے۔ حج بیت اللہ کیا۔ اس کے بعد زیارتِ امام زین العابدین علیہ السلام کو چلے۔ ابھی مدینہ کچھ فاصلہ پر تھا کہ زوجہ اس کی علیل ہوئی اور دفعتًا مر گئی۔ اس مومن کو کوئی تدبیر ہاتھ نہ آئی۔ لہذا میّت کو وہی چھوڑا اور روتا ہوا خدمتِ امام علیہ السلام میں حاضر ہوا اور عرض کی کہ مولا میری زوجہ آپ کی زیارت کے لئے بڑے شوق سے

میرے ساتھ آ رہی تھی کہ دفعتاً بیمار ہوئی اور فوت ہو گئی۔ حضرت اٹھے۔ وضو کیا۔ دو رکعت نماز پڑھ کر دعا کی اور فرمایا جا خداوندِ عالم نے اپنے حکم سے تیری زوجہ کو زندہ کیا اور اے بھائی! یہ خوشخبری بھی سن لے کہ چونکہ وہ زیارت کے اشتیاق میں آئی تھی اس لئے خداوند تعالیٰ نے مزید چالیس سال تک کی زندگی اسے اور بخش دی ہے تاکہ وہ سمجھ تو لے کہ جس کی زیارت کے لئے گئی تھی اسکا مرتبہ بپیشِ خدا کتنا بلند ہے۔ یہ سن کر وہ خوشی خوشی اپنی زوجہ کے پاس دوڑتا ہوا پہنچا دیکھا کہ زوجہ اس کی صحیح و سالم بیٹھی ہے کہا کہ تو تو مر گئی تھی زندہ کیونکر ہوئی اس نے کہا جب ملک الموت نے میری روح قبض کی اور میری روح لے کر چلے تو میں نے دیکھا کہ ایک بزرگ جو سفید لباس پہنے ہوئے تھے آئے اور اُن کو جونہی ملک الموت نے دیکھا مؤدب کھڑے ہو گئے جیسے کوئی غلام خدمتِ آقا میں کھڑا ہوتا ہے۔ انہوں نے ملک الموت سے فرمایا کہ اس عورت کے جسم میں اس کی روح واپس کر دے میں نے خدا تعالےٰ سے دعا کی ہے

اس لئے ابھی یہ عورت چالیس سال تک اور زندہ رہے گی۔ ملک الموت نے عرض کیا سمعاً وطاعۃً اور میری روح میرے جسم میں داخل کر دی۔ اور میں فوراً زندہ ہو گئی۔ صلواۃ اللھم صلی علی محمد و آلِ محمد اس عورت نے تبلایا کہ اس نے یہ بھی دیکھا کہ ملک الموت نے حضرت کے ہاتھوں کے بوسے لئے اور چلے گئے۔ مرد مومن نے پوچھا کہ وہ جناب جو تشریف لائے تھے ان کی شکل وشمائل کیسی تھی اور کیا تو اگر ان حضرت کو دیکھے گی تو ان کو پہچان لے گی؟ اس نے کہا بے شک۔ پس اس کا شوہر اس کو لے کر خدمتِ امام علیہ السلام میں حاضر ہوا۔ جیسے ہی زوجہ نے امام پاک کے چہرۂ مبارک پر نظر کی اپنے شوہر سے کہنے لگی واللہ یہی وہ جناب ہیں جن کے فرمانے سے میں زندہ ہو گئی تھی۔ اور یہی وہ ہیں جن کے ہاتھوں کے بوسے ملک الموت نے لئے تھے۔

اللّٰھُمَّ صلی علی محمد و آل محمد ط

اے اللہ بطفیل اپنے حبیبِ مکرم حضرت محمد مصطفٰے صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی پاک

آل اور خصوصًا جناب سیّد سجاد علیہ السلام جس طرح
تو نے مردِ مومن اور اس کی زوجہ کی مدد فرمائی۔
بالکل اسی طرح ہر مومن مرد اور مومن عورت کی
مدد فرما اور ان کی ہر مراد ان ہی پاک ہستیوں کے
طفیل پوری فرما۔ آمین ثم آمین یارب العالمین۔
اللھمّ صلے علیٰ مُحمّدٍ وّ آلِ مُحمّدٍ۔

مُعجزہ ۷

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام

۲۲, رجب کو حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام

کی نیاز قریب تمام مومنین کے یہاں ہوتی ہے اور اکثر دیکھا گیا ہے کہ بعض حضرات وقت کی پابندی اور آداب کا لحاظ نہیں کرتے جس کی وجہ سے دُعا مستجاب نہیں ہوتی اور مراد کو بہت کم پہنچتے ہیں۔ اس لئے آداب و شرائطِ نذر کے متعلق یہ چند باتیں شائع کی جارہی ہیں۔ مومنین کو چاہیئے کہ خود بھی مطالعہ کریں اور اپنے احباب و اقارب کو بھی مطالعہ کرائیں۔

(ادارہ)

آدابُ و شرائطِ نیاز

مومنین کو چاہیئے کہ ۲۲ رجب المرجب بوقت ۳ بجے شب اٹھ کر جسکی صبح ۲۲ رجب ہو گھر کو صاف ستھرا کرکے پاک چاندنی دری یا فرش جو میسّر ہو بچھائیں۔ مکان میں لوبان سلگائیں، خود کو پاک و پاکیزہ کریں۔ خوشبو سے معطّر کریں اور ایک پاک برتن میں پانی لے کر اس پانی سے سوا سیر میدہ دیا

اسی قدر کھانڈ ملا کر) گوندھ لیں اور ان سب کی چودہ پوریاں یا ٹکیاں بنا کر گھی میں تلیں۔ جب تیار ہو جائیں تو دو مٹی کے کورے کونڈے جو کہ پاک پانی سے پہلے دھو لئے ہوں ان میں سات پوریاں (ٹکیاں) رکھیں اور لوبان سُلگائیں۔

نماز صبح کے بعد پہلے یہ معجزہ جو آگے لکھا جاتا ہے بیان کریں۔ اس کے بعد امام جعفر صادق علیہ السّلام کی نیاز دیں اور دعا مانگیں۔ انشاء اللہ مراد پوری ہو گی۔ اس نیاز کو گھر سے باہر ہرگز نہ نکالیں اور ایک مقام پر مومنین کو بٹھا کر کھلائیں۔

طریقۂ نیاز!

جس چیز پر نیاز دینی ہو اس کو قبلہ رُخ رکھیں اور خود بھی قبلہ رُخ ہو کر پہلے تین مرتبہ درود پڑھیں پھر ہاتھ اٹھا کر یہ دعا پڑھیں:۔

بوسیلۂ رُوح پُرفتوح۔ مقدّس و مطہّر جناب سرورِ کائنات خاصۂ خلاصۂ موجودات رحمۃ اللعالمیان

صفت الادمیان ، احمد مجتبےٰ ، محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم۔

یہ نذرِ اقدس جناب امام جعفر صادق علیہ السلام پیش کش (یہ نذرِ اخلاص سورۂ فاتحہ) سورۂ الحمد پڑھیں اور سورۂ اخلاص پڑھیں۔ پھر تین مرتبہ درود پڑھیں اور دعا مانگیں۔

معجزہ

کسی شہر میں ایک لکڑہارا نہایت مفلس اور نادار رہتا تھا وہ مصیبت زدہ ہر روز جنگل سے لکڑیاں کاٹ کر لاتا اور فروخت کر کے بمشکل اپنا اور اپنے بال بچوں کا پیٹ پالتا تھا۔ افلاس سے تنگ آکر ایک روز اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ برائے روزگار باہر جاتا ہوں عجب نہیں کہ پروردگار رحم فرمائے اور ہماری مصیبت دور ہو۔ یہ کہہ کر لکڑہارا معاش کی تلاش میں دوسرے شہر میں گیا۔ لیکن بدقسمتی سے وہاں بھی اس کی تقدیر نے ساتھ نہ دیا۔ ہر وقت دل میں

سوچتا کہ کچھ پیسے ہو جائیں تو اپنے شہر جاؤں اور بال بچوں کی خبر لوں۔ لیکن کچھ نہ ہو سکا۔ اسی فکر و پریشانی میں بارہ سال بیت گئے اور اس عرصے میں نہ تو اس نے بال بچوں کو کچھ بھیجا اور نہ ہی ان کی خبر لی۔

لکڑہارے کی بیوی اپنے خاوند کے چلے جانے کے بعد کچھ دنوں تک اسی فکر میں رہی کہ میرا خاوند خرچ بھیجے گا۔ لیکن جب اس نے عرصے تک خبر نہ لی اور اس بے چاری پر فاقے گذرنے لگے تو لاچار ہو کر اس نے وزیر کے محل میں جاروب کشی کی نوکری کر لی اور اپنا اور اپنے بچوں کا پیٹ پالنے لگی۔ ایک روز لکڑہاری نے خواب میں دیکھا کہ میں وزیر کے محل میں جھاڑو دے رہی ہوں کہ یکایک مولا آقائے دو جہاں جناب امام جعفر صادق علیہ السّلام مع اصحاب صحنِ خانۂ وزیر میں تشریف لائے۔ اپنے اصحاب کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا کہ آج کیا تاریخ ہے اور کونسا مہینہ ہے۔ صحابہ نے عرض کیا یا مولا

آج شب ۲۲ رجب المرجب ہے۔ تب حضرت نے اپنی زبان معجز بیان سے ارشاد فرمایا کہ کوئی شخص کیسی ہی مشکل میں مبتلا ہو یا کسی ایسی ہی سخت حاجت نے پریشان کر رکھا ہو اسے چاہیئے کہ سُوا سیر میدہ کی پوریاں پکا کر ہمارے نام کی نذر ۲۲ رجب المرجب کو بوقت نماز صبح دلوا کر حق سبحانہٗ تعالیٰ کی درگاہ میں ہمارے واسطے سے اپنی حاجت طلب کرے۔ انشاء اللہ حاجت پوری ہوگی۔

جس وقت خواب میں لکڑہاری نے حضرت کا یہ کلام سنا اسی وقت بصدق دل نذر کرنے کی نیت کی اور ۲۲ رجب المرجب کو بوقت صبح نماز سے فارغ ہوکر نذر کو موافق حکم جناب امام علیہ السّلام پورا کیا۔

اب ذرا لکڑہاری کے شوہر کا حال سنیئے۔

یہاں تو ۲۲ رجب المرجب بوقت صُبح یہ لکڑہاری نذر امام علیہ السّلام دلا رہی تھی اور وہاں لکڑہارا درخت پر چڑھا ہوا لکڑیاں کاٹ رہا تھا۔

تو اس کے ہاتھ سے کلہاڑی چھوٹ کر زمین پر گری. اس نے کلہاڑی کو جو نکالا تو دفینہ کا شبہ ہوا اور اس جگہ کو اس نے کھودا تو معلوم ہوا کہ ایک بڑا خزانہ دفن ہے۔ اس نے اس وقت تو اس کو اسی طرح پوشیدہ کر دیا پھر تھوڑا تھوڑا لاتا رہا اور سامانِ سفر تیار کرنے لگا اور سارے دفینہ کو نکال کر بڑے کرّوفر سے عازمِ وطن ہوا۔

اپنے رہنے کے لئے ایک عالیشان مکان بنوایا. اور اپنے بیوی بچّوں کے ساتھ آرام سے زندگی بسر کرنے لگا۔ ایک روز لکڑہاری نے اپنے خاوند سے ساری سرگذشت بیان کی۔ جب اس نے نذر تاریخ اور وقت بتلایا تو وہی تاریخ اور وہی وقت تھا جب لکڑہارے کو دفینہ ملا تھا۔ لکڑہارا بھی صدقِ دل سے ایمان لے آیا

ایک دن وزیر اعظم کی بیوی بالا خانے پر کھڑی ہوئی ہوا خوری کر رہی تھی اس کو ایک عالیشان مکان نظر آیا۔ اس نے اپنی کنیزوں سے دریافت کیا کہ

یہ مکان کس کا ہے؟

کنیزوں نے بتایا کہ اس لکڑہارے کا ہے جس کی بیوی یہاں جاروب کشی پر ملازم تھی۔ یہ سن کر وزیر کی بیگم نے لکڑہاری کو بلوایا اور مفصل حال دریافت کیا۔ اس نے تمام حال بیان کیا لیکن وزیر کی بیوی کو یقین نہ آیا بلکہ دل میں خیال آیا کہ اس کے خاوند نے رہزنی کی ہے جس کی بدولت یہ مال دار ہوا ہے۔

وزیر کی بیگم کا تو یہ خیال فاسد دل میں لانا تھا کہ اسی وقت وزیراعظم پر مصیبت آئی کہ وزراء میں ایک وزیر اس کا دشمن تھا۔ اس نے موقع پاکر بادشاہ سے وزیر اعظم کی چغلی کی کہ اس نے غبن کیا ہے۔ حضور عالیجناب اسے طلب فرمایئے۔ بادشاہ نے اسیوقت وزیر اعظم کو بلاکر حساب طلب کیا۔ وزیر صحیح حساب نہ دے سکا اور بادشاہ غضبناک ہوگیا۔ وزیر اعظم کا سارا مال و اسباب ضبط کرکے اس کو اور اس کی بیوی کو نکال دیا۔ وہ دونوں بھوکے پیاسے چلے جا رہے تھے، خربوزہ کا کھیت نظر آیا۔ وزیراعظم

نے اپنی بیگم سے دو درہم لے کر جو اتفاق سے اسکے پاس رہ گئے تھے۔ اس کا خربوزہ خرید کر رومال میں باندھ لیا کہ کسی جگہ اطمینان سے بیٹھ کر کھائیں گے۔
اتفاق سے جس دن وزیر اعظم پر عتاب آیا تھا۔ اسی دن شہزادہ بھی شکار کو گیا اور رات تک واپس نہ آیا تو بادشاہ نے پریشان ہو کر اپنے وزیروں سے مشورہ کیا کہ ساری رات گزر گئی اور شہزداہ ابھی تک واپس نہیں آیا۔ اسی وزیر نے جس نے وزیر اعظم کی چغلی کھائی تھی۔ بادشاہ سے عرض کیا کہ مجھے ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وزیر اعظم نے بوجہ دشمنی موقع پا کر شہزادے کو قتل کر دیا۔
یہ سُن کر بادشاہ نے وزیر اعظم کی گرفتاری کا حکم دے دیا۔ سپاہی گئے اور وزیر اعظم اور اسکی بیوی کو پکڑ لائے۔ اس وقت تک وزیر اعظم نے اس خربوزہ کو نہ کھایا تھا بلکہ اسی طرح رومال میں بندھا ہوا تھا۔ اسی حالت میں گرفتار ہو گیا۔
بادشاہ نے دیکھا کہ رومال میں سے خون چھلک

رہا ہے اور رومال کھول کر دکھلایا تو اس میں شہزادہ
کا سر نظر آیا۔ بادشاہ اپنے بیٹے کا سر دیکھ کر رونے
لگا اور حکم دیا کہ رات بھر وزیر کو قید رکھو۔ صبح کو
قتل کر دینا۔ وزیر اعظم اور اس کی بیوی جیل میں
بھیج دیئے گئے۔ وزیر اعظم نے اپنی بیوی سے
دریافت کیا۔ یہ بات اب تک معلوم نہیں ہو
سکی کہ ہم پر یہ ناگہانی مصیبت کیسے آگئی۔ کون سا
گناہ ہم سے ایسا سرزد ہوا جس کی سزا بھگت
رہے ہیں۔ اس پر وزیر کی بیگم نے لکڑہارے کا قصہ
من وعن بیان کیا۔ اور کہا کہ مجھے اس نذر کا اور
حکم حضرت امام جعفر صادق علیہ السّلام کا یقین نہ آیا۔
وزیر اعظم نے اپنی بیوی سے کہا اس سے بڑھ
کر اور کیا خطا ہو گی تو نے امام جعفر صادق علیہ السّلام
کے حکم کو جھٹلایا۔ توبہ کر۔ امام کا فرمانا درست ہے
الغرض دونوں رات بھر گریہ وزاری کے ساتھ
اپنے گناہوں کی معافی مانگتے رہے۔ صدق دل
سے اس نیاز کی بھی نیت کی۔ خداوند عالم نے ان

کی توبہ قبول کرلی اور علی الصبح شہزادے نے شکار سے واپس آکر بادشاہ کی قدمبوسی حاصل کی۔ بادشاہ نے شہزادے سے دریافت کیا کہ اے نورِ چشم تم اتنے عرصے تک کہاں رہے۔

عرض کیا حضور شکار نہ ملنے کی وجہ سے میں نے باغ میں قیام کیا تھا۔ بادشاہ نے شہزادے کو محل میں جانے کا حکم دیا اور وزیرِ اعظم اور اس کی بیوی کو طلب کیا اور رومال اور سر کو بھی طلب کیا۔ جس میں بجائے خربوزہ کے سر نظر آیا تھا۔ اس رومال کو خود کھولا اور دیکھا کہ خربوزہ ہے۔ بادشاہ سخت متعجب ہوا۔ اور وزیرِ اعظم سے دریافت کیا کہ کیا معاملہ ہے۔ وزیرِ اعظم نے جو واقعہ اپنی بیوی سے سُنا تھا من و عن بیان کر دیا۔ بادشاہ نے یہ سُن کر لکڑہارے اور لکڑہاری کو طلب کیا اور اُن سے حالات دریافت کئے۔ انہوں نے تمام واقعہ بیان کر دیا۔ جس کو سُن کر بادشاہ بھی بصدقِ دل ایمان لے آیا اور وزیرِ اعظم کو اپنے عہدے پر فائز کر دیا۔

اور چغلخور وزیر کو سزا دے کر نکال دیا۔

خداوندِ عالم!

جس طرح وزیر اعظم اور لکڑہارے کے دن پھرے، مومنین کے مقاصدِ دلی بر آئیں۔ امین ثم امین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

مُعجزہ ۹

جنابؑ حضرت عبّاسؑ علمبردار علیہ السلام!

ترکیبِ نذر

جب کوئی مشکل یا کوئی حاجت درپیش ہو تو مومنین اور مومنات کو چاہیئے کہ وہ سرکارِ وفا حضرت عباس علیہ السّلام کا معجزہ بیان کرنے کی محفل اور حاضری کی نیّت کریں اور حاجت پوری ہو جانے اور مُراد بر آنے

پر جلد سے جلد ایک پاکیزہ محفل منعقد کریں جس
میں ایک مومن یا مومنہ معجزہ کو بیان کرے اور باقی
رجوعِ قلب سے اسے سُنیں اور جہاں جہاں موقع و
محل ہو باآواز بلند درود پڑھیں ۔ اُس کے بعد حسب
استطاعت حاضری پر نذر جناب حضرت عباس اسطرح
دیں کہ اوّل و آخر پانچ پانچ مرتبہ درود اور درمیان
میں سورہ حمد ، ایک بار ۔ سورۂ انا انزلنا ایک مرتبہ
اور سورہ قُلْ ھُوَ اللّٰہ تین مرتبہ پڑھیں اور یہ کہہ کر کہ
بارِ الٰہا ہم اس درود اور سورتوں کا ثواب نذر کرتے
ہیں روحِ پرفتوح حضرت عباس علیہ السّلام کے لئے ،
یہ حاضری اس سقائے سکینہؑ علمدارِ لشکرِ حسینیؑ کی نذر
ہے ۔ پھر اس کے بعد کھڑے ہو کر آپ کے مزار اقدس
کی طرف رُخ کرکے آپ کی زیارت پڑھیں اور اس
کے بعد حاضری مومنین و مومنات میں تقسیم کر دیں ۔
ان نذر نیازوں میں جس بات کی سب سے زیادہ ضرورت
ہے وہ حسنِ نیت ، خلوص اور قربۃً الی اللّٰہ ہے ۔
اسمیں ریا نمود پاس پھٹکنے نہ پائے ۔ پاکیزگی اور طہارت

کا خاص طور پر خیال رکھا جائے اور جب تک معجزہ جناب غازی عباس بیان ہوتا رہے خاموشی اور پوری توجہ سے سنتے جائیں۔ اور درمیان میں کوئی ایسی بات نہ کریں جس سے توجہ دوسری طرف ہو جائے جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کی وفات کے بعد حضرت علی علیہ السّلام نے حضرت اُمّ البنین سے نکاح کیا جس کے بطن سے قادرِ مطلق نے آپ کو حضرت عباس جیسا بہادر فرزند عطا فرمایا جب حضرت عباس کے نورانی وجوُد نے ظلمت کدۂ دنیا کو منور فرمایا تو آپ نہ تو کسی کی گود قبول کرتے تھے اور نہ ہی اپنی مادرِ گرامی کا دودھ پیتے تھے۔ آپ کے آقائے نامدار امام حسین علیہ السلام نے قدم رنجہ فرمایا تو بڑے تپاک اور اشتیاق سے ان کی گود میں چلے گئے اور ایسا دلفریب تبسّم فرمایا جس پر حضرت امام حسین علیہ السّلام کی ہزار جانیں فدا ہو گئیں۔ پھر آپ نے اپنی دونوں باہیں امام حسینؑ کے گلے میں ڈال دیں اور سینہ پُرنور سے لپٹ گئے۔ پھر حضرت علی علیہ السّلام تشریف

لائے اور آپ نے حضرت عباسؑ کی پیشانی پر بوسہ دیا۔ اور گلے سے لپٹا کر زار و قطار روئے اور فرمایا کہ، "عباسؑ میرے حسینؑ کے لشکر کا علمدار ہوگا اور حسینؑ پر میدان کربلا میں فدا ہوگا" پھر آپ نے حضرت عباسؑ کے مبارک شانوں پر نگاہ کی اور اہلبیتؑ کو دو نشان دکھلائے۔ ایک نشان مشک کا اور دوسرا عَلَم کا تھا۔ یہ سُن کر اہل بیت کی آنکھوں سے آنسو نکل پڑے۔ جب حضرت عباسؑ کے چچا حضرت جعفر طیّار شہید ہوئے جو آنحضرتؐ کے لشکر کے علمبردار تھے تو آنحضرتؐ بحرِ غم و اَلَم میں ڈوب گئے اسی وقت خداوند عالَم نے بذریعہ جبرئیل ارشاد فرمایا:۔

"اے میرے حبیبؐ اپنے سر کو زانوئے حزن و اَلَم سے اٹھالیں، میں نے جعفر کو اس کے کٹے ہوئے شانوں کے صلہ میں دو پر عطا کر دیئے ہیں جن سے وہ بہشت کے ہر مقام پر پرواز کر سکیں گے" پھر خداوند عالَم نے آنحضرتؐ کو اطلاع دی کہ علی بن ابی طالب کے ہاں امّ البنین کے بطن سے ایک لڑکا ہوگا جو

تیرے بیٹے حسینؑ کے لشکر کا علمبردار ہو گا۔ وہ میدانِ کربلا میں حسینؑ پر قربان ہو گا اس کے بھی دونوں بازو جعفر طیّار کی طرح اشقیا کے خنجر ستم سے کٹ جائیں گے۔ آنحضرتؐ نے یہ تمام روئداد حضرت علیؑ سے بیان کی اور فرمایا اے علیؑ تیرے اس بیٹے کو جعفر سے ایک گونہ مشابہت حاصل ہے لیکن تیرے بیٹے کا مرتبہ جعفر سے بہت ارفع ہے۔ جب یہ لڑکا تیرے ہاں پیدا ہو تو اسے میری طرف سے پیار کرنا۔ کیونکہ میں اس وقت رحلت کر چکا ہوں گا۔ حضرت فاطمہؑ نے فرمایا کہ میں نے اُسے اپنی فرزندی میں لیا یہ سن کر حضرت علیؑ نے عرض کیا آپ نے ہی میرے دونوں بیٹوں کے نام (شبّر و شبّیر) حسنؑ اور حسینؑ رکھے تھے۔ اس لئے آپ ہی میرے اس بیٹے کا نام مقرر فرمائیں۔ جبرئیل کا نزول ہوا اور اس نے عرض کیا کہ اے محبوبِ حق اس لڑکے کا نام اسد یعنی شیر کے معنوں پر رکھو۔ اگرچہ حضرت عباسؑ بن علیؑ نے نہ تو اپنے دادا حجاز کے بے تاج بادشاہ حضرت

ابو طالب کو دیکھا تھا نہ قسمت عالم کے معمار سرورِ انبیاءؐ کا عہد ہی ان کو ملا تھا لیکن زندہ حقائق اور روشن معارف ان تک ضرور پہنچے ۔ زندہ تاریخ ایک حد تک مکان و زمان کا فاصلہ کم کر دیتی ہے ۔ حضرت عباس کو چودہ سال حضرت امیر المومنینؑ کی تربیت کے ملے ۔ ۴۰ھ میں امیر المومنینؑ کی شہادت ہو جاتی ہے ۔ امام حسنؑ کی قیادت کا دور شروع ہوتا ہے ۔ دس سال حضرت عباسؑ امام حسنؑ کی تربیت سے فائدہ اٹھاتے رہے ۔ ۵۰ھ میں امام حسنؑ بھی شہید ہو جاتے ہیں اور امام حسینؑ کی قیادت روحانی کا دور شروع ہو جاتا ہے ۔ ۶۰ھ تک دس سال حضرت عباسؑ امام حسین علیہ السلام کے فیض سے فائدہ اٹھاتے رہے ۔ ۶۱ھ کے آغاز میں جب کہ وہ کربلا میں "وفا و شجاعت و غیرت" کے ہیرو کی حیثیت سے اپنی لافانی تاریخ کے نقش ابھارتے ہیں اس وقت ان کی عمر چونتیس سال تھی ۔ حضرت عباسؑ کی زندگی کے چونتیس ۳۴ سال

انہیں ذہنی تکمیل اور عملی و اخلاقی عروج کی اس چوٹی پر پہنچا دیتے ہیں جہاں اگر قومیں صدیوں میں پہنچتیں تو ان کے لئے باعث فخر تھا۔ گو حضرت عباسؑ بھی حضرت علیؑ کے فرزند تھے مگر غلام حسینؑ ابن علی کہلاتے رہے۔ جہاں امام کا پسینہ گرتا اپنا خون بہانا منتہائے مقصد سمجھتے تھے۔ وفا میں جناب عباسؑ اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں۔ کنارۂ آب خالی ہو گیا تھا۔ کئی میل تک ابن سعد کے بھگوڑوں سے میدان خالی رہا۔ مشک پانی سے بھر لی۔ ہونٹ خشک تھے۔ گلا سوکھا تھا مگر شجر وفا تر و تازہ تھا۔ پانی نہیں پیا۔ باوجود کہ پینے پر قدرت تھی۔ کیوں! وفا کے خلاف تصوّر کیا کہ آقا و آقا زادیاں پیاس سے بیتاب ہوں اور غلام پانی پیئے۔ وفا کی مثال قائم کی۔ یہی وجہ ہے کہ حسینؑ کو اپنے ساتھیوں پر ناز تھا۔ سب وفادار تھے۔ جناب زینبؑ کو اپنے بھائی کی شجاعت پر پورا بھروسہ تھا۔ حضرت عباس علیہ السّلام کی زندگی میں قید کا تصوّر بھی نہیں ہو سکتا۔ فوج شام کی جرأت

ہی نہ تھی کہ خیموں کی طرف رُخ کرسکیں ۔ خود امام مظلوم پر زندگی میں آنچ نہ آنے دی ۔ جناب عباسؑ کی آواز سہمے ہوئے دلوں کو تسکین دیتی اور قمر بنی ہاشم کی شکل آنکھوں کو جِلا اور بے چین طبیعت کو چین بخشتی ۔ حسینیؑ اطفال اور ہاشمی مستورات جناب عباسؑ کو حصار تصوّر کرتی تھیں ۔ آہنی ہتھیاروں کی جھنکار ، بلند نیزوں کی انیاں ، گھوڑوں کی ٹاپوں کی آوازیں جہاں اہل حرم کو ڈرانے کا کام کرتیں ۔ وہاں جناب عباس کا ایک جملہ گھبرائے ہوئے دلوں پر دست تسلّی کا کام دیتا ۔ مرجھائے ہوئے دل سکون پا جاتے ۔ عالم ضعیفی میں بھی حسینؑ اپنے آپ کو ضعیف نہیں سمجھتے تھے کیونکہ بھائی زور کمر مضبوط کئے ہوئے تھا ۔ علیؑ کا لال حسینؑ کے دل کا غنچہ مرجھانے نہ دیتا ابو تراب کا لختِ جگر جناب فاطمہؑ کے نورِ عین کا ہالہ کئے رہتا ۔ گو جناب عباسؑ کی حسرت دل میں رہی ۔ اور اجازت نہ ملنے کی وجہ سے ارمان نہ نکل سکا ۔ مگر لاش پر امام مظلوم نے یہ جملہ کہہ کر کہ " اب میری

کمر ٹوٹ گئی" یہ ثابت کر دیا کہ وہ صرف جناب عباسؑ کی زندگی کو اپنا سہارا سمجھتے تھے۔ روز عاشور جب قربانی پیش کرنے کا ارادہ کیا تو ان الفاظ میں "مولا میرا سینہ زندگی سے تنگ ہو گیا ہے" اجازت جنگ مانگی خورد سال بچوں کی پیاس، جناب سکینہؑ کی العطش العطش کی صدا، آقا زادیوں کے بہتے ہوئے آنسو، جناب عباسؑ کی غیرت کو للکار رہے تھے اور اذن جہاد نہ ملنے سے مایوسی تھی۔ ایسے غیور بہادر کے لئے زندگی صبر کے کڑوے پیالے تھے۔ آخر صبر کی بھی کوئی حد ہوتی ہے نہ معلوم کس دل سے اور کس قدر طبیعت پر دباؤ ڈال کر اور کسقدر صبر کی چٹان جوشیلے قلب پر رکھ کر کہا ہوگا۔ مولا مجھے لڑنے کی نہیں تو مرنے کی اجازت دیجئے۔ امام مظلوم نے آہ بھری اور جناب عباسؑ کی طرف دیکھا اور فرمایا اے میرے قوتِ بازو، میری فوج کے سپہ سالار، زینبؑ کے پردے کے محافظ کسطرح اجازت دوں۔ تیرے جانے سے میری کمر ٹوٹ جائے گی۔ غرض ناچار و مجبور ہو کر مولا نے لڑنے

کی نہیں بلکہ پانی لانے کی اجازت دی کہ اچھا جاؤ پیاسوں کی پیاس بجھاؤ۔ جناب سکینہؑ سے مشک لی اور سقائے سکینہؑ دریا سے پانی لانے کے لئے روانہ ہوئے۔ پانی لیا خود نہ پیا، گھوڑے کو ایڑ لگائی، چاروں طرف سے حملہ آور اور تمام فوج کا مقابلہ صرف سقائے سکینہؑ سے اگر لڑنے کی اجازت ہوتی تو مشک رکھ دیتے۔ مقابلہ کرتے جس طرح فرات کا کنارہ خالی ہو گیا تھا، میدان خالی کرنا دشوار نہ تھا۔ مگر اجازت پانی لانے کی تھی، لڑنے کی نہیں تھی۔ حسرت دل میں رہی، ارمان پہلو میں کروٹیں لیتا رہا۔ آہ بازو کٹ گئے۔ مشک چھد گئی۔ پانی بہہ گیا۔ ہاں امام حسینؑ کو صرف اتنا کہا کہ آقا میری لاش خیمہ میں نہ لے جانا اور اپنے بابا علیؑ مرتضیٰ اور چچا جعفر طیار سے جا ملے۔ ایک شخص ہر روز تین مرتبہ امام حسینؑ کے روضہ پر بغرض زیارت جایا کرتا تھا۔ ایک دن اُسے خواب میں جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا ملیں۔ آپ نے اس کی طرف سے منہ پھیر لیا۔ اس نے عرض کیا یا بنت رسولؐ اللہ! مجھ

سے کیا قصور ہوا ہے کہ آپؑ مجھ سے ناراض ہیں۔ ارشاد ہوا تم میرے فرزند عباسؑ کی زیارت کو کیوں نہیں جاتے"۔

ایک شہر کا دستور تھا کہ وہ محرم کے دنوں میں شبیہیں بنا کر عزاداری کیا کرتے تھے۔ ایک دن انہوں نے ایک نوجوان کو حضرت عباسؑ کی شبیہ بنایا جو ناصبی کا بیٹا تھا۔ اس نے اپنے بیٹے کو غصّے میں آکر کہا کہ میں تجھے حضرت عباسؑ کا فدائی تب جانوں کہ تو مجھے اپنے بازو کاٹ لینے دے" بیٹا راضی ہو گیا۔ اور باپ نے غیظ وغضب سے مغلوب ہو کر اس کے دونوں بازو کاٹ دیئے۔ اس کی زوجہ کو خبر ہوئی تو اپنے خاوند کو لعن طعن شروع کی۔ اس سنگ دل خاوند نے اپنی زوجہ کی زبان کاٹ دی اور پھر اپنے بیٹے کے کٹے ہوئے ہاتھوں کو اس کی گود میں رکھا اور ماں بیٹے کو گھر سے نکال دیا۔ ماں اور بیٹا دونوں ایک امام باڑہ میں گئے جہاں تعزیہ بھی رکھا ہوا تھا۔ دونوں منبر کے آگے سر جھکا کر

روتے رہے اور دعائیں مانگتے رہے۔ اس اثنا میں کیا دیکھا کہ چند بیبیاں امام باڑہ میں داخل ہوئیں جن کے لباس سے عظمت و جلال ٹپکتا تھا۔ حضرت فاطمہؑ نے اس مومنہ کی زبان پر اپنا لعاب دہن لگایا اور اس کی زبان درست ہوگئی۔ پھر حضرت عباسؑ کی دعا سے اس کے بیٹے کے کٹے ہوئے بازو درست ہو گئے۔ پھر جب اس نوجوان نے حضرت عباسؑ کے ہاتھ پر بوسہ دینا چاہا تو حضرت نے فرمایا کہ میرے دونوں بازو قطع شدہ ہیں اور تا قیامت اسی طرح رہیں گے۔ تاوقتیکہ میں داورِ محشر کے حضور پیش ہو کر اپنے شیعوں کو بہشت میں لیجاؤنگا۔

بمبئی شہر میں ایک سوداگر رہتا تھا۔ اس کا لڑکا سخت بیمار ہو گیا۔ حکماء و ڈاکٹروں نے بہت علاج کئے لیکن کوئی افاقہ نہ ہوا۔ بلکہ مرض بڑھتا گیا جوں جوں دوا کی۔ آخر سوداگر چاروں طرف سے نا امید ہو کر بیٹھ گیا۔ ہر وقت رنج و غم و ڈوبا رہتا کہ اسے کسی نے مشورہ دیا کہ تو اپنے لڑکے کو لے کر کربلا چلا جا اور

حضرت عباسؑ کے روضۂ اقدس پر حاضر ہو کر دعا
مانگ۔ بفضل تعالیٰ تیرا فرزند تندرست ہو جائے گا۔
اس نے اسی دن سے سفر عراق کے لئے تیاری شروع
کردی۔ اور تیاری مکمل ہونے پر عازم کربلا ہو گیا۔
روضۂ مبارک حضرت عباسؑ پر پہنچ کر اس نے اپنے لڑکے
کو ضریح حضرت عباسؑ سے باندھ دیا اور خود خلوص
دل سے دعا میں مشغول ہو گیا۔ روتے روتے اس
پر غنودگی طاری ہو گئی کیا دیکھتا ہے کہ صحن مبارک
میں دربار منعقد ہوا ہے اور حضرت علی علیہ السّلام،
تشریف فرما ہیں۔ حضرت عباسؑ تمام حاجتمند دن
کی درخواستیں آپ کے سامنے پیش کرتے جاتے
ہیں اور آپ ہر درخواست پر دستخط فرماتے جاتے
ہیں۔ جب ان کی درخواست پیش ہوئی تو حضرت
علی علیہ السّلام نے فرمایا یہ درخواست نکال لو کیونکہ
یہ بہت دیر سے حاضر ہوا ہے۔ حضرت عباسؑ نے عرض
کی۔ " بابا جان! میرے دروازے پر
آپ نے باب الحوائج رحاجتوں

کا گھر) لکھا ہوا ہے۔ اگر لوگوں
کی حاجتیں پوری نہ ہوئیں تو یہاں
کون آئے گا۔ یا آپ باب الحوائج
کو مٹا دیجئے یا اس درخواست پر
بھی دستخط فرمائیے۔"

وہ سوداگر کہتا ہے کہ اس بات پر مولائے مشکل کُشا نے میری درخواست پر بھی دستخط فرما دیجئے۔ میں فوراً چونکا کیا دیکھتا ہوں کہ میرا لڑکا بالکل تندرست کھڑا ہے۔ ہم دونوں نے ضریح مبارک کے طواف کئے بوسے لئے اور خوشی خوشی اپنے وطن کو واپس آئے۔

یا بارِ الٰہا جس طرح تو نے اس سوداگر کی مراد پوری کی بطفیل قمر بنی ہاشم حضرت عباس علیہ السلام ہم تمام مومنین و مومنات کی دلی مرادیں بھی پوری فرما! آمین۔

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّ اٰلِ مُحَمَّد

زیارت حضرت عباس علمبردار علیہ السلام

اَلسَّلَامُ عَلَیْكَ یَا اَبَا الْفَضْلِ الْعَبَّاسِ یَا بْنَ اَمِیْرِ الْمُؤْمِنِیْنَ اَشْهَدُ اَنَّكَ قَدْ بَالَغْتَ فِی النَّصِیْحَةِ وَ اَدَّیْتَ الْاَمَانَةَ وَجَاهَدْتَ عَدُوَّكَ وَعَدُوَّ اَخِیْكَ فَصَلَوٰةُ اللّٰهِ عَلٰی رُوْحِكَ الطَّیِّبَةِ وَجَزَاكَ اللّٰهُ اَفْضَلَ الْجَزَآءِ وَ اَوْفَرَهٗ اَلسَّلَامُ عَلَیْكُمْ وَ رَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهٗ

★

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مناجات

بارگاہِ

حضرت ابوالفضل العباسؑ علیہ السلام

میں گردشِ دوراں میں گرفتار ہوں شاہا
برباد ہوں، ناشاد ہوں، لاچار ہوں شاہا
دشمن ہیں میرے برسرِ پیکار مدد کر!
یا حضرتِ عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرار مدد کر

جو میری حقیقت ہے سبھی تجھ پہ عیاں ہے!
کیا عرض کروں شاہ کہ برگشتہ جہاں ہے!
قسمت کے میری مالک و مختار مدد کر
یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرار مدد کر

بگڑی ہوئی مولا میری تقدیر بنا دے
حسنین کے صدقے میں مجھے غم سے چھڑا دے
قسمت کے میری مالک و مختار مدد کر

یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرار مدد کر

گردش کے تھپیڑوں نے مجھے اتنا ستایا!
اس تلخیٔ دوراں نے مجھے خوب رلایا!
اے فوجِ حسینی کے علمدار مدد کر

یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرار مدد کر

کب تک یونہی دنیا کے ستم سہتا رہوں گا
کیا بحرِ تلاطم میں یونہی بہتا رہوں گا
سب سلب ہوئی قوتِ گفتار مدد کر

یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرار مدد کر

اب تیرے سوا کوئی نہیں میرا سہارا
بربادیٔ ناموس نہیں مجھ کو گوارا !!
اس حال میں اب جینا ہے دشوار مدد کر

یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرار مدد کر

اب دل کو بھی تسکین کسی طور نہیں ہے !!
اب تیرے سوا میرا کوئی اور نہیں ہے
ہے ذات تیری صاحبِ اسرار مدد کر

یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرار مدد کر

منجدھار میں کشتی ہے نہیں کوئی کنارہ
جُز تیرے بھلا کون مجھے دے گا سہارا
اس کشتی کا ملاح نہ پتوار مدد کر !

یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرار مدد کر

مشکل میں تیرے نام کی دی جس نے دُہائی
اک پَل میں تیری ذات ہے امداد کو آئی
کیوں میرے لئے دیر ہے سرکار مدد کر

یا حضرتِ عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگر حیدرؑ کرّار مدد کر

دنیا میں کہیں مثل نہیں تیری وفا کی
جاں تو نے محمدؐ کے نواسے پہ فدا کی
میں ایک نظر کا ہوں طلبگار مدد کر

یا حضرتِ عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرار مدد کر

یا شاہ قسم تجھکو ہے شبیرؑ کے سر کی
بندے کو طلب ہے تو فقط ایک نظر کی
مرجائے نہ یوں طالب دیدار مدد کر

یا حضرتِ عباس علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرّار مدد کر

یا شاہ تجھے احمدِ مختارؐ کا صدقہ
یا شاہ تجھے حیدرِ کرارؑ کا صدقہ
ہے تجھ پہ عیاں کیسا ہوں لاچار مدد کر

یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرِؑ کرار مدد کر

یا شاہ تجھے صدقۂ سرکارِؐ مدینہ
فریاد ہے، فریاد ہے، سقائے سکینہؑ
ہے تیرے سوا کون مددگار مدد کر

یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرار مدد کر

یا شاہ تجھے سیدِ مظلومؑ کا صدقہ
یا شاہ تجھے اصغرؑ معصوم کا صدقہ
ہوں بندہ گنہگار، خطاکار مدد کر

یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرؑ کرار مدد کر

یا شاہ تجھے عابدؑ بیمار کا صدقہ
زینبؑ کی ردا، شام کے بازار کا صدقہ
لے رحمتِ حق قافلہ سالار مدد کر
یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرِؑ کرار مدد کر

سرکار غضنفرؑ کی بھی ہو جائے رہائی!!!
یا حضرت عباسؑ کرو عقدہ کشائی
کب تک رہوں مشکل میں گرفتار مدد کر
یا حضرت عباسؑ علمدار مدد کر
لختِ جگرِ حیدرِ کرار مدد کر

لے اس مقام پر ہر وہ شخص جو دعا مانگ رہا ہو یا جس کے لئے دعا مانگی جا رہی ہو اس کا نام لے کر یہ مصرعہ پڑھے۔

معجزہ ۱۰

دس بیبیوں کی کہانی

کہتے ہیں کہ یہ ایک معجزہ ہے کہ خواہ کوئی کیسی ہی تکلیف میں ہو تو مشکل آسان ہونے کے لئے دس بیبیوں کی کہانی سُننے کی نذر مان لے۔ انشاء اللہ کیسی ہی آفت اور مشکل ہوگی وہ آسان ہو جائے گی۔ اور جو بھی جائز حاجت ہوگی پوری ہو جائے گی ——

کہتے ہیں کہ ایک ہی شہر میں دو بھائی رہتے تھے بڑا بھائی امیر تھا لیکن چھوٹا بھائی بہت غریب اور مفلس تھا وہ اپنی ناداری سے بہت عاجز تھا ایک دن اپنی بیوی سے کہنے لگا کہ یہاں پر ہم کب تک فقر و فاقہ کی مصیبت سہیں گے۔ اب میں پردیس

جاتا ہوں شاید کہیں نوکری مل جائے اور یہ مصیبت
کے دن کٹ جائیں۔ یہ کہہ کر وہ اپنی بیوی سے رخصت
ہو کر دوسرے شہر میں روزگار کی تلاش میں چلا گیا
اس کے جانے کے بعد اس کی بیوی بہت پریشان
ہوئی۔ دل میں کہنے لگی۔ اے پالنے والے تو رزّاق
ہے اب تو میرا شوہر بھی چلا گیا۔ اب سوائے تیری
ذات پاک کے میرا کوئی سہارا نہیں رہا۔ آخر ایک دن
جب وہ مجبور ہو گئی تو اپنے شوہر کے بڑے بھائی کے
گھر گئی اور اپنے سب حالات بیان کئے۔ تمام حال سُن
کر اس نے اپنی بیوی سے کہا کہ یہ میری بھاوج ہے
تم اس سے اپنے گھر کا کام کراؤ یہ تمہاری اور تمہارے
بچّوں کی خدمت کرے گی جو کچھ اپنے کھانے سے بچے
دے دیا کرو۔ غرضیکہ وہ مومنہ اپنے شوہر کے بھائی
کے گھر کام کرتی اور سارا دن بچّوں کی خدمت کرتی
اس پر بھی وہ رئیس عورت اسے طعنہ دیتی اور اپنے
آگے کا بچا ہوا کھانا اس غریب کو دیتی۔ اس طرح ایک
مدّت گزر گئی۔ ہر رات یہ مصیبت زدہ مومنہ اپنے

شوہر کی واپسی کی دعا مانگتی تھی ۔ اس حالت میں ایک شب روتے روتے سو گئی ۔ خواب میں دیکھا کہ ایک بی بی نقاب پوش تشریف لائی ہیں اور فرماتی ہیں کہ اے مومنہ تو اپنے شوہر کے لئے پریشان نہ ہو ۔ انشاء اللہ تیرا شوہر صحیح و سلامت تجھ سے آکر ملے گا ۔ تجھے چاہئے کہ ہر جمعرات کے دن دس بیبیوں کی کہانی سن لیا کر اور پابندی سے نماز پڑھا کر اور جب تیرا شوہر آجائے تو میٹھی روٹی کا ملیدہ بنا کر اس کے دس لڈو بنانا اور اس پر دس بیبیوں کی نیاز دینا ۔ اس عورت نے عرض کیا کہ آپ کون ہیں اور آپ کا نام کیا ہے اور ان بیبیوں کے کیا نام ہیں جن کی میں نیاز دلاؤں ۔ تب جناب سیّدہ نے فرمایا کہ میرا نام فاطمہ ہے ۔ میں تیرے رسولؐ کی بیٹی اور تیرے پہلے امام کی زوجہ ہوں اور دوسری نو بیبیوں کے نام یہ ہیں ۔ حضرت مریمؑ ، حضرت زینبؑ حضرت ام کلثومؑ ، حضرت آسیہؑ ، حضرت سائرہؑ ، حضرت ہاجرہؑ ، جناب فاطمہ کبریٰ ، جناب فاطمہ صغریٰ اور

جناب سکینہؑ جنہیں کربلا سے لے کر شام تک مصیبت اٹھانا پڑی۔ اور ان بیبیوں نے صبر کیا، قید کی مُصیبت سہی، تازیانے کھائے جو شخص ان کے مصائب کو مدِّ نظر رکھتے ہوئے اپنی حاجت طلب کرے گا۔ خداوند عالم اس کی حاجت پوری کرے گا اور دسویں دن اس کی مراد پوری ہوگی۔

جب مومنہ خواب سے بیدار ہوئی تو وہ دن جمعرات کا تھا، وہ اپنے محلے میں گئی اور کہنے لگی کہ میں نے ایسا خواب دیکھا ہے، تم لوگ پاس بیٹھ کر دس بیبیوں کی کہانی سن لو۔ محلّے کی سب عورتیں آکر اس کے پاس جمع ہوگئیں۔ اس مومنہ نے دس بیبیوں کی کہانی پڑھنا شروع کی۔ نو دن گزر گئے جب دسواں دن آیا تو یہ مومنہ کیا دیکھتی ہے کہ اس کا شوہر صحیح و سالم مال و زر کے ساتھ اس کے دروازہ پر آیا ہے۔ وہ بہت خوش ہوئی اور فوراً نہا کر میٹھی روٹی کا ملیدہ بنایا اور اس کے دس لڈّو بنا کر دس بیبیوں کی نیاز دلوائی اور

محلّہ والوں کو تقسیم کئے۔ انہوں نے بہت احترام سے نذر کے لڈّو لیئے۔ اس کے بعد وہ مومنہ اپنے شوہر کی بھاوج کے پاس نذر کے لڈّو لے کر گئی اس مغرور عورت نے یہ کہہ کر لڈّو واپس کر دیئے کہ ہم ایسے اینٹ اور پتھر کی چیزیں نہیں کھاتے ہمارے گھر سے یہ لڈّو لے جاؤ۔ وہ بیچاری لڈّو واپس لے آئی۔

اب اس مغرور عورت کا حال سُنئے۔ رات کو وہ عورت سو گئی۔ صبح کو کیا دیکھتی ہے کہ بچّے اس کے مر گئے اور سب سامان غائب ہو گیا۔ یہ دیکھکر اس کے حواس جاتے رہے۔ جب بھوک سے بُرا حال ہوا تو گھر میں گیہوں کی بھوسی ملی۔ دل میں سوچا کہ اس کو پکا کر کھالے۔ جیسے ہی بھوسی کو ہاتھ لگایا۔ اس میں برابر کے کیڑے نظر آئے۔ جب اس کے شوہر نے یہ ماجرا دیکھا تو کہنے لگا کہ میری بہن کے گھر چلو وہاں روٹی تو ملے گی۔ گھر کو بند کر کے دونوں میاں بیوی روانہ ہوئے۔ چلتے چلتے ان کے پیروں میں چھالے

پڑ گئے۔ راستے میں ان کو چنے کا ہرا کھیت نظر آیا۔
شوہر نے اپنی بیوی سے کہا کہ تم یہاں ٹھہر جاؤ میں
چنے کی تھوڑی سی بالیں توڑ لاؤں تاکہ ان کو کھا کر
طاقت آجائے۔ یہ کہہ کر وہ بہت سی چنے کی بالیں
توڑ لایا مگر جیسے ہی اس کی بیوی نے چنے کی بالوں
کو ہاتھ لگایا وہ سوکھ کر گھاس بن گئیں۔ کئی مرتبہ شوہر
نے چنے کی بالیں توڑیں اور ہر مرتبہ اس کی بیوی کے
ہاتھ لگاتے ہی وہ گھاس بن گئیں۔ دونوں گھاس کو
پھینک کر آگے چلے۔ راستے میں بہت بڑا گنّے کا
کھیت نظر آیا۔ میاں بیوی دونوں بھوک اور پیاس
سے بے تاب تھے۔ گنّوں کو دیکھکر بیقرار ہو گئے۔
بیوی نے شوہر سے کہا کہ تھوڑے سے گنّے توڑ لاؤ
جب وہ بہت سے گنّے توڑ کر لایا اور بیوی کے ہاتھ
میں دیئے تو وہ کانے یعنی سرکنڈے بن گئے۔ وہ
دونوں بہت گھبرائے اور ان کو پھینک کر چل دیئے
آخر یہ شخص مع بیوی کے اپنی بہن کے شہر میں پہنچا
بہن مل کر بہت خوش ہوئی۔ رات کا وقت تھا

بہن نے ان کے لئے بچھونا بچھا دیا۔ دونوں نے آرام کیا۔ اتنے میں بہن نے کھانا تیار کیا۔ یہ دونوں کئی دن سے بھوکے تھے۔ کھانا دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔ جیسے ہی اس کی بیوی نے روٹی کا ٹکڑا توڑا. کیا دیکھتی ہے کہ کھانے میں سخت بدبو آرہی ہے کھانا سڑ گیا ہے۔ عورت اپنا سر پکڑ کر بیٹھ گئی اور کہنے لگی اللہ! اب ہم کب تک بھوکے رہیں گے۔ ہماری جان نکلی جا رہی ہے۔ بدبو اسقدر تھی کر کھانے کو دفن کر دیا گیا اور دونوں سو گئے۔

رات اسی طرح گذری صبح ہوئی تو شوہر نے بیوی سے کہا یہاں کا بادشاہ میرا دوست ہے۔ چلو اس کے یہاں چلیں دیکھیں اس مصیبت کے عالم میں وہ ہماری کیا مدد کرتا ہے۔ دونوں بادشاہ کے حضور میں پہنچے تو بادشاہ نے ان دونوں کو پہچان لیا۔ ان کو الگ کمرہ دیا اور کہا کہ تم دونوں غسل کر کے آرام کرو۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ہمارے مہمانوں کو سات رنگ کا کھانا بھیجو۔ حکم کے مطابق

سات قسم کے کھانے ان دونوں کے لئے آئے۔
دونوں کھانا دیکھ کر بہت خوش ہوئے اور ہاتھ
دھوکر دستر خوان پر آکر بیٹھے۔ وہ عورت جس کھانے
کو چھوتی کھانا اُٹھ جاتا اور کیڑے نظر آنے لگتے۔ اس
کا شوہر حیران ہوگیا کہ یہ کیا ماجرا ہے۔ اگر ہم بادشاہ
سے شکایت کریں گے تو بادشاہ ناراض ہوگا کہ کھانا
تازہ بھیجا ہے اور تم بدنام کرتے ہو۔ وہ بہت گھبرایا
اور بیوی سے کہنے لگا کہ اب میں کیا کروں دونوں
کھانا لے کر باہر گئے اور زمین میں دفن کر دیا اور باہر
صحن میں بیٹھ گئے۔ اس عرصہ میں بادشاہ کی لڑکی اور
بیوی غسل کرنے جا رہی تھیں۔ دونوں نے اپنے
گلے سے چندن ہار اتار کر کھونٹی پر ٹانگ دیئے۔ جونہی
ہار ٹانگے فوراً کھونٹی نے ہار نگل لئے۔ یہ ماجرا دیکھ
کر بادشاہ کی بیوی اور بیٹی کو سخت تعجب ہوا۔ وہ
عورت بیٹھی دیکھ رہی تھی۔ گھبرا کر اپنے شوہر کے
پاس گئی اور کہنے لگی اب خدا خیر کرے اُسکے شوہر
نے پوچھا کیوں ؟ کیا ہوا ! تب اس نے چندن

بار کا واقعہ سُنایا اور کہا یہاں سے جلدی چلو۔ ایسا نہ ہو کہ بادشاہ ہم کو قید کرے اور قتل کروا دے۔ دونوں بغیر اطلاع کئے بادشاہ کے یہاں سے چل دیئے۔ چلتے چلتے وہ دریا کے کنارے پہنچے۔ وہاں جا کر دونوں میاں بیوی بیٹھ گئے۔ شوہر نے بیوی سے کہا کہ یہ نہیں معلوم ہم سے کیا خطا ہوئی ہے جس کی وجہ سے ہم پر اتنا عذاب نازل ہوا ہے۔ بیوی نے کہا کہ مجھ سے ایک گناہ ضرور ہوا ہے۔ وہ یہ کہ جب تمہارا بھائی ملازمت کرنے پردیس گیا تھا۔ کافی عرصہ تک وہ لاپتہ رہا۔ جس کی وجہ سے تمہاری بھاوج، پریشان رہتی تھی۔ اس نے خواب دیکھا تھا کہ ایک نقاب پوش بی بی تشریف لائی ہیں اور انہوں نے فرمایا کہ دس بیبیوں کی کہانی سُن دسویں دن تیرا شوہر آجائے گا۔ اس پر تمہاری بھاوج نے عمل کیا تو سچ مچ تمہارا بھائی مال و زر کے ساتھ واپس آگیا۔ تمہاری بھاوج نے دس لڈّو بنائے اور دس بیبیوں کی نذر دلوائی۔ اور لڈّو تقسیم کئے اور وہ ایک لڈّو میرے حصّے کا

لے کر آئی تو میں نے وہ لڈو نہیں لیا اور یہ کہہ کر واپس
کر دیا کہ میں ایسے اینٹ پتھر کھانے والی نہیں ہوں
جب سے ہم پر یہ مصیبت نازل ہوئی ہے۔ شوہر نے
کہا کہ کمبخت تو نے ایسے غرور اور تکبر کے الفاظ کہے
توبہ کر اور معافی مانگ تاکہ ہم کو اس مصیبت سے نجات
ملے۔ اس عورت نے وضو کیا۔ نماز پڑھی اور رو کر
دعا کی کہ اے بنتِ رسولؐ اس مصیبت کے عالم میں
میری مدد کیجئے۔ اس کے بعد اس نے دریا سے ریت
لے کر لڈو بنائے اور اس پر دس بیبیوں کی نذر کر
دی۔ بہ اعجاز جناب سیدہ فاطمہؑ و جناب زینبؑ و اُمّ
کلثومؑ وہ لڈو موتی چور ہو گئے۔ یہ دیکھ کر دونوں نے
درود پڑھا۔ پانچ لڈو بیوی نے کھائے اور پانچ لڈو شوہر
نے کھائے۔ اور پانی پی کر خدا کا شکر ادا کیا۔ جب
وہ اپنے گھر پہنچے تو کیا دیکھتے ہیں کہ ان کا مکان اپنی
اصلی حالت پر تھا۔ سب بچے زندہ و سلامت کھیل رہے
تھے اور نوکر چاکر اپنے کام کاج میں مشغول تھے۔ غلّہ
وغیرہ سب بھرا ہوا تھا اور بڑے بچے قرآن کی تلاوت

کر رہے تھے ۔ ماں باپ کو دیکھ کر بچے بہت خوش ہوئے اور وہ بھی بچوں کو دیکھ کر بہت خوش ہوئے۔

اے میری بیبیو! جس طرح آپ نے اس عورت کی خطا معاف کی اسی طرح کل مومنوں کی خطائیں معاف ہوں اور ان کی دلی مرادیں پوری ہوں۔ اللہ تعالیٰ سے دعا کیجئے کہ بے اولاد کو اولاد دے قرضدار کو قرض سے نجات عطا فرمائے اور مصیبت زدہ کی مصیبت دور کرے بطفیلِ محمدؐ و آلِ محمدؐ ہر جائز حاجت کو پورا کرے۔ آمین ثم آمین!

معجزہ ۱۰

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ

شہر طالقان میں ایک مچھیرا علی بن صالح طالقانی رہتا تھا۔ وہ روزانہ علی الصبح کشتی لیکر سمندر میں نکل

جاتا اور دوپہر کے لگ بھگ جتنی مچھلیاں ہاتھ آتیں، اُن کو فروخت کر کے اپنے بیوی بچوں کا پیٹ پالتا۔

ایک رات جب بستر پر لیٹا تو ایسا سویا کہ وقت مقررہ پر نہ اٹھ سکا۔ بیوی نے جگایا تب جا کر اٹھا۔ لیکن نیند اس کی آنکھوں میں چڑھی ہوئی تھی اور وہ اونگھ رہا تھا۔

بہرحال کشتی لے کر نکل پڑا۔ کشتی کے چپّو بھی ہاتھوں میں سنبھل نہیں رہے تھے۔ اسی نیند کے جھونکے میں کشتی کے چپّو اس کے ہاتھوں سے نکل گئے اور وہ خرّاٹے لینے لگا۔ کشتی ہوا کے رُخ پر بہتی بہتی ایسی جگہ پہنچ گئی جہاں سمندر میں بھنور تھا۔

کشتی بھنور میں پھنس کر چکّر کھانے لگی اور اس کے جھٹکوں سے وہ جاگ اٹھا۔ کشتی کو بھنور میں پھنسا دیکھ کر بہت گھبرایا۔ اور چپّوؤں کی مدد سے کشتی کو نکالنے کی کوشش کرنے لگا۔ مگر کشتی اس قدر تیزی سے گھوم رہی تھی کہ الامان۔ اسی کوشش میں چپّو بھی اس کے ہاتھ سے سمندر میں جا گرے۔

دیکھتے دیکھتے بھنور کے زور سے کشتی کے دو ٹکڑے ہو گئے اور صالح طالقانی بھی سمندر میں ہاتھ پاؤں مارنے لگا۔ خدا کی قدرت کی مدد سے کشتی کا تختہ بہتا ہوا اس کے ہاتھ آگیا اور وہ اس کے اوپر بیٹھ گیا۔

تختہ موجوں کے رحم و کرم پر بہتا چلا جارہا تھا۔ دور دور تک کہ خشکی کے آثار نہ تھے۔ تین دن اور تین راتیں اسی تختہ پر گذر گئیں۔ طالقانی بھوک اور پیاس سے دم بہ لب ہو گیا اور نیم بیہوشی کے عالم میں سوچنے لگا کہ شاید میرا وقت آن پہنچا ہے۔ اور دل میں کہا اے امام موسیٰ کاظمؑ آپ تو "باب الحوائج" ہیں۔ آپ تو بگڑی کے بنانے والے اور حاجتمندوں کی حاجت قبول کرنے والے ہیں۔ آپ ہی میری امداد کو پہنچیں ؎

فریاد کو پہنچو دم امداد ہے آؤ یا موسیٰ کاظمؑ
حسنینؑ کا صدقہ مری بگڑی کو بنا دو یا موسیٰ کاظمؑ
تکلیف مسافر کو کبھی ہو نہ سفر میں، ایذا نہ حضر میں

گھر خیر سے پہنچاؤ، عزیز دل سے ملاؤ یا مولیٰ کاظمؑ
کبھی سوچتا کہ سمندر میں خود کو گرادوں تاکہ اس زندگیٔ ناتمام کا خاتمہ ہو جائے۔ غرض کہ طالقانی نقاہت کی وجہ سے بیہوش ہو گیا۔ تھوڑی دیر بعد اچانک اس کے تختے کو زبردست جھٹکا لگا اور تختہ خشکی کے ٹکڑے پر جا لگا۔ (صلواۃ)

طالقانی کی آنکھ جب جھٹکے کی وجہ سے کھلی تو خود کو خشکی پر پایا اور ادھر ادھر نظر دوڑائی تو دیکھا کہ ہر طرف طرح طرح کے پھلوں کے درخت موجود ہیں اور چہار طرف نہریں رواں دواں ہیں۔ اس نے کچھ دیر ستانے کے بعد ایک درخت پر چڑھ کر خوب پھل کھائے اور نہر کے پانی سے سیراب ہوا۔ پھر وضو کر کے دو رکعت نماز شکرانہ ادا کی اور اسی درخت کے نیچے پڑ کر سو گیا۔ اسی اثنا میں ایک خوفناک آواز پیدا ہوئی جس کی وجہ سے وہ بیدار ہو گیا دیکھا تو گھوڑے آپس میں لڑ رہے ہیں۔ جیسے ہی گھوڑوں نے اس کو دیکھا فوراً

سمندر میں چلے گئے۔ پھر ایک عظیم الخلقت پرندہ جو کہ ہاتھی سے بھی دس گنا بڑا تھا۔ آکر پہاڑ پر بیٹھ گیا۔ طالقانی درختوں کے درمیان سے ہوتا ہوا اس پہاڑی کے قریب پہنچا۔ وہ پرندہ اس کو دیکھ کر ایک طرف کو اڑا اور وہ اس کے پیچھے چلا کہ دیکھے کہ کدھر جاتا ہے۔ تھوڑی دور جانے کے بعد اسے تلاوتِ قرآن مجید، تسبیح و تہلیل اور تکبیر کی آواز سنائی دی جو کہ ایک غار سے بلند ہو رہی تھی۔ جب اور قریب پہنچا تو غار کے اندر سے صدا آئی۔ "اے علی بن صالح طالقانی خدا تم پر رحم کرے، غار کے اندر آجاؤ۔" (صلوٰۃ)

جب وہ اندر داخل ہوا تو دیکھا ایک نورانی چہرہ والے کھدر پوش تشریف فرما ہیں اس نے انکو سلام کیا اور انہوں نے سلام کا جواب دیا پھر فرمایا اے علی بن صالح تم معدنِ اکنونہ ہو، بھوک، پیاس، اور خوف کے امتحان میں پاس ہوئے۔ اللہ تعالیٰ نے تم پر رحم کیا تمہیں نجات دی اور پاکیزہ پانی پلایا۔

میں اس وقت سے واقف ہوں جب تم کشتی پر سوار تھے اور سمندر میں تمہاری کشتی ٹوٹ گئی۔ کافی دور تک موجوں کے تھپیڑے کھاتی رہی۔ تم نے اپنے آپ کو سمندر میں گرانے کا ارادہ کیا۔ اگر ایسا کرتے تو خود موت کو دعوت دیتے۔ تم نے مصیبت اٹھائی۔ میں اس وقت کو بھی جانتا ہوں جب تم نے نجات پائی اور دو خوبصورت چیزیں دیکھیں۔

طالقانی نے جب اس شخص کی باتیں سنیں تو ان سے دریافت کیا کہ میں آپ کو اللہ کی قسم اور حضرت محمد مصطفٰے صلّی اللہ علیہ وآلہ وسلّم اور ائمّہ طاہرین کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں کہ آپ کون ہیں اور آپ کا اسمِ گرامی کیا ہے اور آپ کو میرے حالات کیسے پتہ چلے۔

آپ نے فرمایا اے علی بن صالح طالقانی میں زمین پر اللہ کی حجّت ہوں اور میرا نام موسیٰ بن جعفر (علیہ السّلام) ہے۔ (صلوٰۃ)

پھر آپ نے فرمایا کہ تم بھوکے ہو۔ میں نے عرض کیا بیشک یہ سن کر آپؑ نے اپنے لبوں کو حرکت دی۔

اور ایک دسترخوان رومال سے ڈھکا ہوا حاضر ہو گیا انہوں نے دسترخوان سے رومال ہٹایا اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے جو رزق دیا ہے۔ آؤ اور اسے کھاؤ۔ میں نے کھانا کھایا۔ یہ ایسا پاکیزہ کھانا تھا جو کبھی نہ کھایا تھا۔ پھر مجھے پانی پلایا جو ایسا لذیذ اور میٹھا تھا جو میں نے کبھی نہ پیا تھا۔

پھر انہوں نے دو رکعت نماز پڑھی اور مجھ سے فرمایا اے علی بن صالح تم گھر جانا چاہتے ہو۔ میں نے کہا جی ہاں انہوں نے دعا کے لئے ہاتھ اٹھایا۔ ناگاہ بادل کے ٹکڑے آنے لگے اور غار کے دروازے کو گھیر لیا۔ جب بادل ان کے سامنے آیا تو اس نے بحکم خدا سلام کیا "اے اللہ کے ولی اور اس کی حجت آپ پر سلام ہو"۔ انہوں نے جواب سلام دیا۔ پھر بادل کے ٹکڑے سے پوچھا کہاں کا ارادہ ہے؟ اور کس زمین کے لئے تم بھیجے گئے ہو؟ اس نے زمین کا نام لیا اور چلا گیا۔ پھر ابر کا ایک ٹکڑا سامنے آیا اور آکر سلام کیا۔ انہوں نے جواب دیا اور پوچھا

کہاں جانے کے لئے آیا ہے۔ کہا طالقان جانے کا حکم دیا گیا ہے۔ فرمایا اے خدلئے وحدہٗ لاشریک کے اطاعت گذار ابر جسطرح اللہ تعالیٰ کی ودیعت کردہ چیزیں اٹھا کر لے جا رہا ہے اسی طرح اس بندۂ مومن کو لے جا۔

جواب ملا۔ بسر و چشم: پھر انہوں نے ابر کو حکم دیا کہ زمین پر برابر ہو جا۔ وہ زمین پر آگیا۔ پھر میرے بازو کو پکڑ کر اس پر بٹھا دیا۔ اس کے بعد انہوں نے بادل کو حکم دیا کہ انہیں لے جا کر پہنچا دے۔

بادل بلند ہو کر ہوا کے دوش پر چل پڑا۔ خدا کی قسم مجھے کوئی تکلیف نہیں ہوئی اور نہ خوف لاحق ہوا۔ میں تھوڑی دیر بعد طالقان جا پہنچا اور ٹھیک اسی سڑک پر اترا جہاں میرا مکان واقع تھا۔ (صلوٰۃ)

اے اللہ! جس طرح علی بن صالح طالقانی کی مُراد بہ طفیل جناب امام موسیٰ کاظمؑ علیہ السّلام پوری ہوئی اسی طرح ہر مومن اور ہر مومنہ کی مشکلات

حل کر۔ آمین ثم آمین!

معجزہ (۲)

حضرت امام موسیٰ کاظمؑ کی زندگی میں تو حاجتیں آپ کے توسّل سے پوری ہوتی ہی تھیں۔ شہادت کے بعد بھی یہ سلسلہ جاری رہا۔ آپؑ کے روضۂ مبارک کاظمین شریف پر جو شہر بغداد سے باہر ہے ایک اندھا بوڑھا سیّد نہایت مفلسی کی حالت میں روضہ کے اندر گیا۔ اور جیسے ہی اس نے ضریح اقدس کو اپنے ہاتھ سے مس کیا وہ فوراً باہر کیطرف چلاّتا ہوا دوڑا۔ "مجھے بینائی مل گئی" مجھے بینائی مل گئی۔ میں دیکھنے لگا ہوں"۔ (صلواۃ)

اس پر لوگوں کا بڑا ہجوم ہو گیا اور لوگ اس کے کپڑے بطور تبرّک چھین جھپٹ کر لے گئے۔ اس کو تین دفعہ کپڑے پہنائے گئے اور ہر بار وہ کپڑے دھجیوں میں ہو کر تقسیم ہو گئے۔ آخر خدّام

نے اس خیال سے کہ کہیں اس کے جسم کو نقصان نہ پہنچے اس بوڑھے سیّد کو اس کے گھر پہنچا دیا۔

اس کا کہنا ہے کہ وہ بغداد کے ہسپتال میں علاج کرا رہا تھا، بالآخر سب ڈاکٹروں نے یہ کہہ کر اُسے ہسپتال سے نکال دیا کہ تیرا مرض لاعلاج ہے اور اب اس کا علاج ناممکن ہے۔ تب میں مایوس ہو کر روضۂ اقدس (حضرت امام موسٰی کاظم علیہ السّلام) پر آیا اور یہاں آپ کے وسیلہ سے خدا کی بارگاہ میں دعا کی "بار الٰہا! تجھے اس امام مدفون کا واسطہ، مجھے اَز سرِ نو بینائی عطا کر دے!"

یہ کہہ کر جیسے ہی میں نے ضریح مبارک کو ہاتھوں سے مَس کیا۔ میری آنکھوں کے سامنے ایک روشنی نمودار ہوئی اور آواز آئی، جا تجھے پھر سے روشنی دی گئی۔ اس آواز کے ساتھ ہی میں ہر چیز دیکھنے لگا۔ (صلوٰۃ بر محمّد وآلِ محمّد)

(۸)

معجزہ حضرت امام رضا علیہ السلام

مامون رشید نے اپنا ولی عہد بنانے کے بہانے حضرت امام رضا علیہ السلام کو مدینہ طیبہ سے خراسان طلب کیا آپ مختلف مقامات سے ہوتے ہوئے جب شہر نیشاپور پہنچے تو محلہ غزدنی میں ایک شخص مہتی پسندہ کے ہاں قیام فرمایا اس محلہ میں ایک حمام اور حمام کے قریب ایک چشمہ آب تھا جو عرصے سے خشک ہو گیا تھا۔ پس حضرت وہاں تشریف لائے تو بقدرتِ خدا اور اعجاز امام سے وہ چشمہ از سرِ نو جوش زن ہو گیا۔ آپ نے اس کے قریب ایک حوض بنوا دیا وہ حوض ایسا ہے کہ جس میں کئی زینے ہیں جب کئی زینے طے کئے جائیں تو تب حوض و چشمہ تک پہنچ سکتے ہیں۔ جب وہ حوض تیار ہو گیا تو آپ نے اس چشمہ میں غسل فرمایا اور حوض کے کنارے آپ نے نماز پڑھی۔ اس روز سے معمول

ہو گیا کہ جو کوئی اس طرف جاتا وہ غسل ضرور کرتا اور اور مسجد میں نماز پڑھتا غرض وہ حمام وہ حوض وہ مسجد اور وہ چشمہ چشمۂ امام رضا علیہ السلام کے نام سے اب تک مشہور ہیں۔ صرف حوض کی برکت سے جو حضرت نے تیار فرمایا تھا۔ ایک مرتبہ ایک شخص نہانے کے لئے حوض میں اترا اور اپنی کمر سے تھیلی کھول کر ایک طاق میں رکھ دی۔ جب نہا چکا تو وہ تھیلی کو اٹھانا بھول گیا۔ نماز پڑھی اور قافلہ کے ساتھ روانہ ہو گیا۔ لیکن جب واپس ہوا تو پھر اسی چشمہ سے غسل کرنے کے لئے چلا مگر دروازہ بند پایا۔ دریافت کیا تو معلوم ہوا کہ حوض کے طاق میں ایک سانپ بیٹھا رہتا ہے جس کے خوف سے لوگ اندر نہیں جاتے اس نے جب سنا تو کہا کہ مجھے کوئی خوف نہیں۔ یہ کہہ کر اس نے دروازہ کھولا تو سانپ کو کہیں بھی نہ پایا لیکن اس کی وہ تھیلی جیسی تھی ویسی ہی وہاں رکھی تھی۔ اس نے وہ تھیلی خوش ہو کر اٹھالی۔ لیکن وہاں کے لوگوں کو جب پتہ چلا تو ان کو بڑا صدمہ ہوا اور ایک دوسرے کا منہ دیکھنے لگ گئے اور دل ہی

دل میں کہنے لگے کہ ہم لوگ بڑے کاہل نکلے کہ آج تک سانپ کے خیال سے اندر نہ گئے۔ اگر جاتے تو تھیلی ہاتھ آجاتی اس وقت سے اس حوض کا نام حوضِ کا ہلان پڑ گیا۔ کیونکہ اس حوض کی برکت یہ ہے کہ جب اس طرف نگاہ کی تو سانپ دکھائی دیا مگر جب صاحبِ مال آیا تو وہی رقم تھیلی بن گئی۔ اللھم صلی علی محمدؐ وآلِ محمدؐ

اسی طرح شہر نیشاپور میں آپ مسمی پسندہ کے گھر میں جس میں آپکا قیام تھا اس کے ایک گوشہ میں آپ نے ایک دانۂ بادام بویا۔ کیا کہنا اس ہاتھ کی برکت کا کیوں نہ ہو یداللہ کے پوتے معجزنما کے دلبند تھے اُسی وقت وہ پھوٹ کر شاخ و برگ لایا اور شجر بار آور ہو گیا۔ یہاں تک کہ ہر سال اس میں پھل آتے تھے اور تمام لوگ اس سے نفع اٹھاتے تھے میوہ ہونے کے علاوہ خداوند عالم نے اس میں روحانی تاثیریں بھی عطا فرمائی تھیں۔ اوّل یہ کہ چوپائے جانور مریض ہوتے تو ان کے جسم پر یہ پھل ملتے تو وہ تندرست ہو جاتے۔ اس درخت کا پھل عام بیماروں کو کھلا دیا جاتا تو اللہ تعالےٰ ان کو شفا

عطا فرما دیتا وقت ولادت اگر عورتوں کو کھلایا جاتا تو وضع حمل میں آسانی ہو جاتی۔ اور اگر درد چشم والے آنکھوں میں لگاتے تو وہ فوراً اچھا ہو جاتے۔

اللھم صلے علی محمد وآل محمد سبحان اللہ کیا اعجاز امام علیہ السلام ہے یا مولا کریم جس طرح تو امام پاک کے طفیل بیماروں کو شفا بخشتا ہے۔ ہمارے بھی بیماروں کو شفائے کاملہ عاجلہ عطا فرما۔ اللّٰھُمَّ صلے علیٰ محمد وآل محمد۔

معجزہ ۱۱

امام زمانہ حضرت امام مہدی آخرالزماں علیہ السلام

متوکل عباسی کا زمانہ تھا اور محبان اہل بیت کی تعداد روز بروز بڑھ رہی تھی۔ مگر زمانے کا یہ دستور کہ محبت علیؑ کی عداوت جاری تھی۔ بادشاہ یہ چاہتا تھا کہ محبانِ علیؑ کو ختم کر دیا جائے۔ اپنی اس خواہش کو پایۂ تکمیل تک پہنچانے کے لئے بادشاہ نے حکم جاری کیا اور منادی کرادی گئی۔ دربار عام لگایا گیا۔ یہاں تک کہ تمام امرار و وزرار کا ہجوم اور عوام کا ہجوم دربار میں موجود تھا۔ بادشاہ نے اعلان کیا کہ کوئی ایسا سوال یا مسئلہ ہو جس کے پیش کرنے سے علیؑ کے ماننے والوں کو تکلیف ہو اور ان کا خاتمہ کر دیا جائے۔ اس خواہش کے احترام میں اس کے ایک وزیر نے کہا کہ میں بادشاہ کو تنہائی میں سوال بتانے کے لئے حاضر ہوں۔ وزیر کی التجا قبول کی گئی اور

بادشاہ کو تنہائی میں وزیر نے بتایا کہ میرے گھر میں انار کا ایک درخت ہے اور میرے پاس مٹی کا ایک سانچہ ہے جس کے اندر چہار یاروں کے نام کھدے ہوئے ہیں۔ جب انار ابھی چھوٹے ہوتے ہیں تو میں ایک انار پر وہ سانچہ چڑھا دیتا ہوں. جس سے قدرتی طور پر اس پھل پر وہ نام کندہ ہو جاتے ہیں۔ لیکن یہ بات راز میں رکھی جائے۔

جب بادشاہ نے یہ سنا تو خوش ہو کر کہا ٹھیک ہے۔ چنانچہ یہی سوال محبان علیؑ کو دیا گیا تو سب سُن کر حیران و پریشان ہو گئے کہ یہ مشکل کس طرح حل ہو لہٰذا تین دن کا وقفہ بادشاہ سے مانگا کہ ہم تین دن کے بعد آپ کو سوال کا جواب دیں گے۔

اس زمانے میں لوگ قبیلوں میں رہا کرتے تھے محبان علیؑ کے بھی تین قبیلے تھے اور تینوں قبیلوں کے سردار بہت متقی اور پرہیز گار تھے۔ کافی سوچ بچار کے بعد تینوں سرداروں نے آپس میں طے کیا کہ رات کو ایک عمل کیا جائے جس سے کہ مشکل

آسان ہونے کا کوئی امکان ہو اور وہ یہ کہ انتہائی عاجزی اور انکساری سے اپنے ہادیٔ برحق آقا و مولا کو پکارا جائے تاکہ معجز نمائی اور مشکل کشائی ہو پہلا سردار پہلی رات وضو کرنے کے بعد ننگے پاؤں اپنی آستینیں اُلٹی کئے آہ و زاری کرتا ہوا جنگل کیطرف چلا گیا اور ساری رات عمل کرتا رہا۔ عاجزی وانکساری اور آہ و زاری کرتے کرتے اسے نیند آگئی پر اسے کچھ نظر نہ آیا۔

دوسری رات دوسرا سردار گیا۔ حتّٰی کہ تیسری رات تیسرا سردار گیا جو پہلے دونوں سرداروں سے زیادہ متقی تھا۔ اس نے بہت خشوع و خضوع سے عمل کیا اور زیادہ انکساری سے کام لیا۔ یہاں تک کہ اسے اونگھ آگئی اور اس نے عالمِ خواب میں دیکھا کہ ایک طرف سے دھول اڑ رہی ہے جس میں سے کچھ دیر کے بعد نور کی ایک شعاع پھوٹی اور ایک بزرگ نورانی صورت، سفید چمکیلا لباس پہنے نظر آئے۔ انہوں نے دریافت

فرمایا کہ تیری کون سی حاجت ہے! اس نے چونکہ ان کو نہ پہچانا۔ لہٰذا اس نے کہا کہ وہ سوائے امام آخرالزماں علیہ السّلام کے کسی اور کو اپنی حاجت نہیں بتائے گا۔ چنانچہ وہ اس سے مخاطب ہوئے اور فرمایا:۔ بتاؤں تیرا مسئلہ کیا ہے! وہ حیران تھا کہ اس کے نہ بتانے کے باوجود یہ حالت ہے۔ انہوں نے فرمایا کہ بادشاہ نے محبّان اہل بیت پر یہ سوال کیا ہے کہ کون سا ایسا درخت ہے۔ جس کا ایسا پھل لگتا ہے جس پر چار یاروں کے نام کندہ ہوتے ہیں۔ جب اس نے یہ سوال سنا تو اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے اور نور کی تاب نہ لا سکا۔ اپنا سر ان کے پائے اقدس پر رکھ دیا اور جرأت نہ ہوئی کہ زیارت کر سکے اس کے بعد انہوں نے مشکل کشائی کرتے ہوئے فرمایا: بادشاہ کا فلاں وزیر ہے۔ اس وزیر کے گھر میں بالاخانے کے اندر ایک الماری میں ایک تھیلی ہے۔ اس میں ایک سانچہ اس قسم کا بنا ہوا

ہے جس کے اندر یہ نام کھدے ہوئے ہیں ۔ اس وزیر کے گھر میں انار کا درخت لگا ہوا ہے ۔ جب انار چھوٹے ہوتے ہیں تو ایک انار پر وہ وزیر سانچہ چڑھا دیتا ہے اور قدرتی طور پر سانچے کے مطابق انار کی نشو و نما ہوتی ہے اور خود بخود نام کندہ ہو جاتے ہیں ۔ اس الماری کو اس وزیر نے تالہ لگا رکھا ہے ۔ اور وہ ہمیشہ اس کی چابی اپنے پاس ہر وقت بڑی حفاظت سے رکھتا ہے ۔ آپ اس کے گھر جائیں اور صرف بالا خانے کی تلاشی لیں ، اور تالے کو کھولنے کے لئے چابی کی ضرورت نہیں پیش آئے گی ۔ آپ میرا نام جو کہ مہدیؑ آخر الزمان (اور میں بارہواں امام ہوں) لے کر پھونک دیں تو تالا خود بخود کھل جائے گا ۔ اور وہ آدمی آپ کو اپنے گھر جانے کی اجازت نہیں دیگا ، آپ اصرار کریں ۔

وہ خاموشی اور عاجزی سے سنتا رہا اور امام زمانہ غائب ہو گئے ۔ مگر اس نور کی شعاعیں

ابھی تک اس کی آنکھوں کو ٹھنڈک پہنچا رہی تھیں پس وہ خواب سے بیدار ہوا اور خوشی خوشی واپس دوستوں کے پاس لوٹا اور سارا معجزہ کہہ سُنایا۔ محبّان علیؑ پہلے کی طرح بلکہ اور زیادہ زور شور سے علیؑ علیؑ کہتے ہوئے اور نعرۂ حیدری یا علیؑ کی صدائیں بلند کرتے ہوئے محل میں پہنچے۔ بادشاہ نے سب کو محل میں طلب کیا۔ محبّانِ علیؑ نے بادشاہ سے کہا کہ ہم فلاں وزیر کے گھر جانا چاہتے ہیں۔ بادشاہ نہ مانا لیکن چونکہ امامت کا حکم تھا۔ اس لئے بادشاہ کو وزیر کے گھر جانے کے لئے مجبور ہونا پڑا۔ چنانچہ بادشاہ، وزرار اور عوام اس وزیر کے گھر چل دیئے۔ مکان کی نچلی منزل کی تلاشی لینے کے لئے وزیر نے کہا۔ لیکن محبان علیؑ نے انکار کر دیا۔ اور بالاخانے پر جانے کے لئے کہا تو وزیر نے انکار کر دیا۔ الغرض جس طرح بھی ہوا، بالاخانے پر پہنچے۔ الماری سامنے تھی۔ وزیر نے بہت کوشش کی کہ جلدی سے

الماری کھولے اور سانچہ نکال لے۔ لیکن باقی لوگوں نے اسے پکڑ لیا اور جو سردار تھے انہوں نے امام زمانہ کے حکم کےمطابق عمل کیا۔

امام زمانہ علیہ السلام کا نام لینا تھا کہ تالہ دھڑام سے زمین پر گر گیا۔ اور سردار نے الماری کھولی۔ تھیلی پکڑی اور اس میں سے سانچہ نکال کر بادشاہ کو پیش کر دیا۔ اور کہا کہ دیکھیں اس کے گھر میں انار کا درخت موجود ہے۔ یہ سانچہ اس انار کے پھل پر چڑھا دیتا ہے۔ جب انار چھوٹے ہوتے ہیں تو قدرتی عمل نشو و نما ہے بالکل اسی طرح کہ جس طرح سانچہ ہے۔ انار پر چار یاروں کے نام کندہ ہو جاتے ہیں۔

امام زمانہ علیہ السلام کا یہ معجزہ دیکھنا تھا کہ بادشاہ وقت اور تمام رعایا اور امرار و وزرار سب کے سب محبّ علیؑ بن گئے اور نعرہ حیدری کی صدائیں بلند سے بلند تر ہوتی گئیں۔ (صلوٰۃ)

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّاٰلِ مُحَمَّدٍ

دعا کریں کہ بحق محمدؐ و آل محمدؐ علیہم السلام
جسطرح ان محبان اہلبیت علیہم السلام کی
مشکل حل ہوئی ہے اسی طرح ہر مومن اور
مومنہ اور ہر مسلم و مسلمہ کی ہر مراد بطفیل
حضرت محمد مصطفٰے صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم
و آل محمد علیہم السلام پوری ہو۔

آمین یارب العالمین

اَللّٰھُمَّ صَلِّ عَلٰی مُحَمَّدٍ وَّآلِ مُحَمَّدٍ ط

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ط

معجزہ

جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا

ترکیب :

شب جمعہ سے شروع کر کے پانچ دن تک نماز صبح کی طرح دو رکعت نماز حاجت برائے قبولیت دعا اور دو رکعت نماز زیارت جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا پڑھیئے۔ اسکے بعد شروع اور آخر میں پانچ پانچ مرتبہ درود شریف پڑھنے کے بعد ذیل میں لکھا معجزہ بیان کیجئے۔ اور تضرع وزاری کرتے ہوئے دعا کیجئے۔ انشاء اللہ تعالےٰ دعا ضرور قبول ہوگی۔ آخر میں زیارت حضرت زینب سلام اللہ علیہا جو آخر میں درج ہے پڑھیئے۔

معجزہ : روایت ہے کہ بہتر شہدائے کربلا کا سوگوار لٹا ہوا قافلہ جب بوقت بازار کوفہ میں سے گزر رہا تھا تو تماشائیوں کے مجمع کثیر میں سے ایک کوفی آگے بڑھکر جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کے اونٹ کے قریب آکر جناب کی خدمت عالیہ میں یوں عرض گزار ہوا کہ اے سخی کی بیٹی ! اے ثانیٔ زہرا ! ! اے مشکل کشا کی لخت جگر ! ! ! مجھ خاکسار کی

مشکل آسان فرمائیے۔ میں سخت پریشان حال ہوں۔ مقروض ہوں۔ مفلسی نے مجھے ہر طرف سے گھیر رکھا ہے۔ آپ سخی ابن سخی ہیں میری مدد فرمائیے۔

تماشائی عورتیں جو ایک مکان کے چھجے پر بیٹھی ہوئی اسیروں کو حقارت کی نظر سے دیکھ کر خوش ہو رہی تھیں ہنس کر بولیں اسے کوئی! وہ شخص جو خود قید میں ہو تیری کیا مدد کر سکتا ہے۔ شکر ہے کہ آج زینبؑ بنتِ علیؑ ہماری اسیر ہیں۔ یہ سننا تھا کہ علیؑ کی بیٹی کو جلال آگیا۔ فوراً سر کو جھٹک کر بولیں۔ اے قوم نابکار! کیا تم نے ہمیں مجبور سمجھ رکھا ہے؟ ایسا ہرگز نہیں ہے۔ ہم تو ہر وقت اپنے خالق حقیقی کی رضا و خوشنودی حاصل کرنے کے لئے تیار رہتے ہیں۔ ہم اہلبیتِ رسولؐ مقبول ہیں۔ ہمیں دنیا کی کسی شے کی ضرورت نہیں۔ ہمیں قید و بند کی مصیبت میں دیکھ دیکھ کر قہقہے لگانے والو ہماری سخاوت کربلا کی جلتی ریت پر دیکھو۔ کل روزِ قیامت اپنے رسول اللہؐ کو کیا منہ دکھاؤ گے۔ جب وہ تم سے سوال کریں گے کہ میری عترت کے ساتھ کیا سلوک کیا۔ کیا یہی اجرِ رسالت ہے کہ ان کے بیٹوں کو بھوکا و پیاسا ذبح کر ڈالا۔ اور میری مظلوم و بیکس بیٹیوں کو بے کجاوہ اونٹوں پر ننگے سر قید کر کے شہر بہ شہر پھرایا گیا۔

اے مغرور قوم! تم نے ہزار بار آزمایا۔ لیکن تم قائل نہیں ہوئے اے قوم اشقیاء! آج ہمیں ننگے اور کھلے سر دیکھ دیکھ کر خوش ہو رہی ہو۔ اور طعن و طشنیع کر رہی ہو۔ تمہیں اپنے انجام کی کچھ خبر نہیں۔ گھبراؤ نہیں

وقت بالکل قریب آپہنچا ہے اور تمہیں اپنی گستاخی کا مزہ چکھنا ہوگا۔ پھر اپنے حاجت مند کی طرف منہ کر کے فرمایا۔ اے کوفی! تو نے مجھے ایسے وقت میں سخی بیت سخی کہہ کر پکارا ہے جب دنیا ہمارے مخالف ہے جب دنیا ہمارے مخالف ہے۔ لہٰذا آ میرے قریب آکر دیکھ جب میرا اونٹ اپنا پچھلا قدم اٹھاتا جائے تم اپنی خواہش کے مطابق زمین سے زر و جواہر اکٹھے کرتا جا اور جب تک تمہارا دل سیر نہ ہو تو زمین بے بہا خزانہ اگلتی رہے گی۔ اٹھاتے جا۔

پس جیسے ہی کوفی کی نظر زمین پر پڑی وہ سکتہ میں آگیا کیونکہ اونٹ جیسے جیسے قدم اٹھاتا جاتا تھا زمین خزانے اگلتی جا رہی تھی (صلوات) لہٰذا وہ حیران تھا کہ اتنا بڑا خزانہ لیکر وہ کیا کرے گا۔ کہ اتنے میں یک لخت وہ سر پیٹتا ہوا دوڑا اور چلایا۔ اے بنت رسول مقبول صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم! اے سخی کی بیٹی! اے ثانیٔ زہرؑا! اے مشکل کی لخت جگر!!! مجھے اپنے نانا جو کا کلمہ پڑھائیے۔ پس وہ مسلمان ہو کر محبانِ محمدؐ و آل محمدؐ میں شامل ہو گیا۔ (اللھم صلی اللہ محمدؐ و آل محمدؐ) دوسری طرف ابھی یہ قافلہ آگے بڑھا ہی تھا کہ جناب سیدہ زینب سلام اللہ علیہا کی دعا قبول ہوئی اور مکان جس پہ مغرور عورتیں بیٹھی تھیں دھڑام سے زمین پر آگرا اور تمام شامی عورتیں واصل جہنم ہو گئیں۔

★

زیارتِ جنابِ زینب سلام اللہ علیہا

اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا سَیِّدَتِیْ وَمَوْلَاتِیْ یَا زَیْنَبُ
بِنْتَ اَمِیْرِالْمُؤْمِنِیْنَ ٥ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا بِنْتَ
رَسُوْلِ اللّٰہِ الْاَنْبِیَاءِ وَالْمُرْسَلِیْنَ ٥ اَلسَّلَامُ
عَلَیْكِ یَا بِنْتَ فَاطِمَۃِ الزَّھْرَاءِ سَیِّدَۃِ
النِّسَآءِ الْعَالَمِیْنَ ٥ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ یَا اُخْتَ
الْحَسَنِ الشَّھِیْدِ الْمَعْصُوْمِ ٥ اَلسَّلَامُ عَلَیْكِ
یَا اُخْتَ الْحُسَیْنِ الشَّھِیْدِ الْمَسْمُوْمِ ٥ اَلسَّلَامُ
عَلَیْكِ اَیَّتُھَا الصَّابِرَۃُ الْمُجَاھِدَۃُ ٥ اَلسَّلَامُ
عَلَیْكَ وَعَلَی الْاَئِمَّۃِ الْمَعْصُوْمِیْنَ مِنْ ذُرِّیَّۃِ
اَخِیْكِ وَرَحْمَۃُ اللّٰہِ وَبَرَکَاتُہٗ ٥

سورہ یٰسین مترجم بڑھیا آفسٹ کاغذ طباعت عکسی دو رنگا۔ رنگین سرورق۔ قیمت
کلاں دو روپے خورد ایک روپیہ۔

معجزہ حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام

امام حسن عسکری علیہ السلام آسمانِ عصمت و ولایت کے گیارہویں ماہتابِ درخشاں ہیں۔ آپ کی ولادتِ باسعادت ۸ ربیع الثانی ۲۳۲ھ ہجری میں ہوئی تھی۔ اور ۲۶۰ھ ہجری کے ماہ ربیع الاول کی ۸ تاریخ کو جبکہ آپ کی عمر مبارک ابھی ۲۸ برس کی تھی آپ منصب شہادت پر فائز ہو گئے

امام حسن عسکری علیہ السلام کی حیات طیبہ میں نشیب و فراز کا سلسلہ آپ کے پدر بزرگوار امام دہم حضرت امام علی نقی علیہ السلام کو جب مدینہ منورہ سے سامرہ ہجرت کرنے پر کیا گیا تھا اسی وقت سے شروع ہو گیا تھا

حضرت امام علی نقی علیہ السلام کی شہادت کے بعد حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے عہدۂ امامت کے فرائض کی ادائیگی کا آغاز فرمایا تھا آپکا دورِ امامت صرف ۶ برس تھا اور اس مدت کے دوران چار خلفائے عباس کی حکومتیں ہوئیں پہلی حکومت مستعین کی، دوسری معتز کی اور تیسری مہدی کی اور چوتھی معتمد کی تھی معتمد ملعون اپنے ارادہ میں کامیاب ہوگیا کیونکہ اس نے امام پاک کو زہر دے کر شہید کر دیا تھا۔ اِنَّا لِلّٰہِ وَاِنَّا اِلَیہِ رَاجِعُون۔

چنانچہ مستعین کے زمانہ کی بات ہے کہ اس نے لیے ایک بہت بیش قیمت گھوڑا اپنی پسند کا خریدا لیکن اتفاق سے وہ گھوڑا بہت ہی

نکلا کہ اس کا عیب لاعلاج ثابت ہوا وہ گھوڑا اس قدر خونی نکلا کہ بہادر سے بہادر دلیر سے دلیر سوار کو بھی اس کی پیٹھ پر بیٹھنے کی جرأت نہیں ہوئی تھی۔ وہ ایسا تھا کہ اس نے کتنے ہی سواروں کو تنگ کر کے خاک کا پیوند بنا دیا تھا غرض کہ جو اس کے پاس گیا اس کو بغیر داغ لگائے اس نے نہ چھوڑا۔ شاہی فوج کے بڑے بڑے دلیر سوار اس کی سواری سے اپنے کانوں پر ہاتھ دھرتے تھے مستعین نے عاجز و پریشان ہو کر اس گھوڑے کو اس کی حالت پر چھوڑ دیا۔ ایک روز مستعین کی صحبت میں پھر اسی موزی گھوڑے کا ذکر آ گیا تو اس کے بعض خوشامدیوں نے کہا کہ سامرہ میں اب کوئی جوان ایسا نہیں جس کا اس گھوڑے پر چڑھ کر امتحان نہ کر لیا گیا ہو۔ مگر سوائے ایک کے۔ پوچھا وہ کون ہے؟ کہا کہ وہ امام حسن عسکری علیہ السلام ہیں۔ جو اب تک تنہا بے داغ بچے ہوئے ہیں۔ مستعین نے جب یہ سنا۔ تو بہت خوش ہوا کہنے لگا کہ تیری رائے نفیس ہے اس لئے کہ وہ عرصہ سے حضرت کا قتل اس کی نیت میں تھا اور برابر حضرت کے قتل کی تدبیریں سوچتا رہتا تھا اس نے خیال کیا کہ واقعی اس سے بڑھ کر حضرت کے ہلاک کرنے کی کوئی دوسری تدبیر ہو ہی نہیں سکتی لہذا اسی وقت انہیں بلا یا جائے اور اس خونی جانور پر بٹھائے جائیں۔ نتیجہ یہ ہو گا کہ گھوڑا ہلاک کر ڈالے گا اور میرا دلی مدعا پورا ہو جائے گا۔ اور

میں حضرت کے قتل کے الزام سے بالکل بری ہو کر بچ جاؤنگا۔
پس ایک ملازم کو فوراً حضرت کے پاس بھیجا اور کہا کہ حضرت
امام حسن عسکری علیہ السلام کو اپنے ساتھ لے کر بہت جلد
آجائے۔ یہ سنتا تھا کہ وہ خادم گیارھویں امامؑ کو خدمت میں حاضر
ہوا اور کہا کہ آپ کو خلیفہ نے طلب کیا ہے اور ابھی میرے ساتھ
چلئے۔ جونہی حضرت نے سنا فوراً اٹھ کھڑے ہوئے اور کچھ
تامل نہ کیا۔ اور اس کے ساتھ قصر خلافت میں تشریف لائے۔ مستعین
نے جب حضرت کو آتے دیکھا تو استقبال کیا اور کہا اے ابو محمدؐ مرحبا!
مرحبا!! یہ کہہ کر آپ کو بہت تعظیم و تکریم سے اپنے پاس بٹھایا۔
ادھر اُدھر کی باتیں کرنے کے بعد کہنے لگا کہ ذرا میرے گھوڑے
پر بیٹھ جائیے۔ سبحان اللہ! امام پاک کی قدر بے زبان جانور
لوگوں کو دکھاتا ہے۔ جیسے ہی حضرت اس کے پاس پہنچے
اس نے اپنی گردن کو جھکا دیا۔ جب حضرت اس پر سوار ہوئے تو
کسی قسم کی اس موذی گھوڑے نے شرارت نہیں کی اور نہ ہی
کسی قسم کی شورہ پشتی اس نے دکھائی دی آپ نے اس کو
خوب چلایا پھرایا اور دوڑایا مگر نہایت حسن و خوبی سے وہ
خوش رفتار نظر آیا جب خوب اچھی طرح حضرت اس پر سواری
کر چکے تو اس کو واپس لائے اور اتر پڑے۔ مستعین
نہایت استعجاب سے پوچھنے لگا اے ابو محمدؐ! آپ نے

اس گھوڑے کو کیسا پایا؟ آپ نے فرمایا میں نے اس سے بڑھ کر خوش رفتار اور خوبصورت دوسرا گھوڑا آج تک نہیں دیکھا۔ اس نے کہا یا حضرت پھر یہ گھوڑا حاضر ہے۔ آپ نے فرمایا میں اس گھوڑے کا مستحق نہیں۔ گھوڑے کا مستحق وہی شخص ہے جس نے تجھ کو میرے بیٹھنے کے لئے اس گھوڑے پر رائے دی تھی۔ عرض کیا یا ابو محمدؑ نہیں آپ اس کے مستحق ہیں۔ یہ کہہ کر وہ گھوڑا حضرت کی نذر کر دیا۔ اللھم صلی علیٰ محمدٍ وآل محمدؐ ٥

دعا فرمائیں جس طرح حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام نے دشمنوں کے ناپاک منصوبوں کو خاک میں ملا کر ان کو ذلیل وخوار کیا۔ اللہ تعالےٰ ہمارے بھی دشمنوں کو بطفیل حضرت محمد مصطفےٰ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم اور ان کی آلِ اطہار علیہم السلام کے صدقہ میں ذلیل وخوار فرمائے

آمین ثم آمین